سرگوشی جبریل علیہ السلام

شوکت رضا شوکت

نصرت شہید اکیڈمی
پوسٹ بکس نمبر ۴۳۔ ملتان

نصرت شہید اکیڈمی
پوسٹ بکس نمبر ۴۳ ملتان

ضابطہ ○ جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ ھیں

نام کتاب ——— سرگوشی جبریلؑ
مشاورت ——— سیّد ابرار حسینؑ کاظمی
مرتّب ——— محسنؑ رضا حیدری
اہتمام ——— شاکر حسینؑ شاکر
پروف ریڈنگ ——— ابنِ صادق مزاری
خوش نویس ——— خلیلؑ الرحمٰن چشتی
تزئین کار ——— محمّدؐ راشد سیال
سرورق ——— علیؑ اعجاز نظامی
اشاعت ——— ۱۲۰۰ ○ بارہ سو
تاریخ اشاعت ——— مارچ ۱۹۹۹ء
مطبع ——— نوبہار پریس ملتان
قیمت ——— ۲۰۰/ روپے

تقسیم کار

کتاب نگر ——— حسن آرکیڈ ملتان ——— فون : ۵۱۰۴۴۴
اِفتخار بک ڈپو ——— اِسلام پورہ لاہور
علمدار جعفری بکڈپو ——— امام بارگاہ شہدائے کربلا انچولی کراچی

انتساب

مرے شعور کو مہمیز کر دیا جس نے
بصد خلوص میں اُس کو سلام کرتا ہوں
مرے قلم کا اُجالا ہے جس شہید کا خوں
کتاب کو اُسی نصرت کے نام کرتا ہوں

چودہ ۱۴ کی ثنا ارزشِ فردوسِ بریں ہے
حسانؓ کو فرمانِ شہِ عرش نشیں ہے
جو ہم پہ لکھے جائیں وہ اشعار کہاں ہیں
لاریب وہ "سرگوشیِ جبریلؑ" امیں ہے

آئینۂ صفحات

لَئِن شَکَرتُم لَأَزِیدَنَّکُم 9
تقریظِ خطیط 11
پیشِ لفظ 14
قرطاسِ سپاس 17
حمد 22
سایہ 25
اسمِ پاک 27
حقیقت 29
میم ، اطاعت 30
اعزاز 31
وجہِ عداوت ، ابوطالبؑ 32
لمحۂ فکریہ 33
عقد اور عقیدہ 34
سرمایہ 35
فروغِ دین ، عبائے رسولؐ 36
قرض 37
کعبہ و نجف ، جدارِ کعبہ 38
بیان و قرآن 39
اسمِ علیؑ ، حلِّ مشکلات 40
فضیلتِ محبت 41
ذکرِ علیؑ 42
معرفت 43
تخلیقِ نار 44
نعمتِ عظمےٰ 45
یا علیؑ مدد 46
نجات دہندہ 47
تکلّم 48
حاضر و ناظر 49
عبادت 50
شرطِ منصبِ علیؑ 51
بندگی 52
خراجِ عشق ، باتیں 53
مثالِ نادر 54
دعوتِ خیر 55

جشنِ غدیر 56
سلمان، مشورہ 61
صِلہ 62
بتولؑ 63
بضعۃٌ منّی 64
نسلِ امامؑ 65
باپ کی زینت، سیّدہ زینبؑ 66
وسیلہ 69
سَعیُکم مشکورًا 71
سفینۂ نجات 72
ساتھ 73
سندِ حدیثِ کساء 76
حُسنِ حسنؑ، کمالِ فن 105
تنزیل، عمرِ دراز 106
تمسّک 107
اَنا، پندارِ ولاء 108
قلم، فتحِ حسینیت 109
گریہ 110
حدّ 111
نیازِ حسینؑ، نسبت 112
تلاش 113
دلیلِ حیات 114
مزاجِ حسینیتؑ
وجہِ قرأت 115
فراتِ چشم، خوفِ حق 116
تکمیلِ زندگی 117
شوقِ ملاقات 118
رُسولؐ اور حسینؑ 119
طلب 120
دربارِ امامؑ 121
حسینؑ کیا ہے؟ 122
حضرت عبّاسؑ
معصومینؑ کی نظر میں 126
نامِ عبّاسؑ، دُعائے فاطمہؑ 133
التجاء، فطرت 134
تاثیرِ عَلَم، پنجۂ عَلَم 135
اِنتظار، اِستغاثہ 136
عریضہ، قیامت 137

انکارِ امامت 138
حیاتِ دائمی، تمنّا 139
عالمِ نزع 140
دیدارِ علیؑ 143
لذّتِ ولاء 145
جواز 146
احترام 147
وقارِ مومن، مقامِ عزادار 148
وجہِ سکون، ثمرۂ ولاء 149
بے کسی، آنسو 152
غربت، انتہائے ستم 153
شدّتِ کرب، معراجِ صبر 154
حقِ گریہ، احساسِ غم 155
استقامت، خونِ بے شیر 156
تبسّم، زورِ عزاء 157
ماخذ و مصادر 159

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَئِن شَکَرۡتُمۡ لَأَزِیۡدَنَّکُمۡ (سورۃ ابراہیم: ۷)

از قلم: خطیب العصر علاّمہ گلفام حسین ہاشمی مدظلہ العالی

اربابِ دانش!

عزیزی شوکت رضا شوکتؔ کا پہلا مجموعۂ کلام "سرگوشیٔ جبریلؑ" آپ کے ہاتھوں میں ہے اور اس کے بارے میں کوئی تبصرہ کرنا میرے لئے ایسے ہے جیسے کسی قلبِ تمنا کا دھڑکنِ جاں کے لئے راتے دینا۔

بخدا یہ لمحہ میرے لئے باعثِ افتخار بھی ہے اور وجہِ مسرت بھی آج برسوں بعد مجھے اپنی دعائے شب کا حاصل، صورتِ تحریر میں دیکھنے کو ملا ہے۔

چونکہ شاعرِ حسینیت والد مرحوم جنابِ محبّ علی مشتاقؔ کی شدّت سے آرزو تھی کہ میں اُن کی وراثت یعنی جاگیرِ سخن کی باگ ڈور سنبھالوں جبکہ نقّاشِ فطرت نے میرے راہوارِ طلب کا رُخ دشتِ خطابت کی طرف موڑ دیا۔ خارزارِ سخنوری کی خاک سے سر آلود ہونے کے سبب طبیعت معروف مزاج ہو گئی اور قلبِ اُمّید میں یہ خواہش چٹکیاں لینے لگی کہ شوکتؔ خطیبِ نوکِ سناں کے منبر پر خالقِ نہج البلاغہ کے مقدّس علوم کا مؤدب اظہار کرے۔

"سرگوشیٔ جبریلؑ میرے بابا اور میری تمناؤں کا مشترک ظہور ہے"

اِس کتاب کا ایوانِ قرطاس، تحریر و تقریر جیسے دونوں عمادِ فن پر قائم ہے جس میں شعوری خیالات بھی ہیں اور علمی تصورات بھی، ندرتِ بیان بھی ہے

اور تراجم قرآن بھی، رعنائی تحریر بھی ہے اور آیات کی تفسیر بھی، ادبی مقالے بھی ہیں اور تاریخی حوالے بھی، الفاظ کی گلکاری بھی ہے اور عقائد کی پاسداری بھی۔

سرگوشیِ جبریلؑ، شاعرِ آلِ عمرانؑ اور سیّد الملائکہ کے مابین باہمی رابطۂ وِلا کا اظہار ہے۔ دو نوکروں کی سرداروں کے بارے میں یہ سرگوشیانہ عاشقی جبریلؑ کی آرزو بھی ہے اور شوکت کی آبرو بھی، یہ جبریلؑ کی طرف سے نیاز ہے اور شوکت کے لیئے باعثِ ناز۔

الحمد للہ میری آغوش میں اٹھکیلیاں کرنے والا شوکت دنیائے ادب میں اِس قدر قدآور ہو گیا ہے کہ اُسے سر اُٹھا کے دیکھنا میرے لیئے سربلندی کا سبب ہے، بارگاہِ ایزدی میں بصد گریہ شکر گذار ہوں کہ اُس نے اکثر ذاکرینِ حسینؑ کو اپنے ممدوحین کی مدحت کا صلہ بعد از حیات بخشا۔ مگر مجھے زندگی ہی میں شوکتِ حیات سے سرفراز فرمایا۔

دُعا ہے پروردگارِ عالم شاعرِ آلِ عمرانؑ خطیبِ شاہِ ولایت عزیزی شوکت رضا کے اِس شعری اور علمی سفر کو رواں دواں رکھے۔ اِس اوّلین قندیلِ ادب کو ضوفشاں فرمائے اور میری نگاہِ خطابت کا یہ دیا ہمیشہ روشن رہے۔ (آمین)

والسّلام

احقر العباد

گلفام حسین ہاشمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظِ حفیظ

از قلم: ابو الفصاحت علّامہ **غضنفر عبّاس** تونسوی ہاشمی مدظلہ العالی

ناظرین باتمکین!

صاحبانِ نظر خوب جانتے ہیں کہ کتاب لکھنے سے تقریظ لکھنا زیادہ مشکل ہوتا ہے تقریظ بابِ تفعیل کا مصدر ہے۔ کسی بھی زندہ شخص کے "معائب" یا "محاسن" میں سے کسی پہلو پہ روشنی ڈالنے کو تقریظ کہتے ہیں۔ بسا اوقات تقریظ لکھنے والا موصوف کی درست عکاسی نہ کر کے جرمِ کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہے تو گاہ غیر ضروری مبالغہ آرائی کرتے ہوئے غلوِ فاحش سے کام لیتا ہے۔

شاعرِ مودت، عزیز القدر عزیزی شوکت رضا سلّمہٗ نے بہت لاڈ سے اصرار کیا کہ میں چند سطریں سیاہ فام کروں تو انکار نہ ہو سکا۔ عزیزِ موصوف زیدِ حیاتہٗ کے مجموعہ اشعار کے بعض صفحات زیبِ نظر ہوئے تو تصوّر کدے نے فی الفور تین فقرے تراشے یعنی شوکت رضا اُبھرتا ہوا، ترقی پذیر اور جدّت پسند مگر سچ گو شاعر ہے۔ یقیناً آپ کو کلام پڑھنے کے بعد حقیر کی رائے سے اتفاق کرنا پڑے گا۔

میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ موصوف کے کلام پہ قطعاً ناقدانہ انگشت نمائی نہیں ہو سکتی

یا اُن کا کلام جملہ صنائع و بدائع کا ناقابلِ تردید مُرقّع ہے۔ کیونکہ کمی اِنسان پہ تہمت نہیں بلکہ زیورِ فطرت ہے ورنہ انسان انسان نہ ہوتا کچھ اور ہوتا۔ تنقید کا خنجر جب بے غلاف ہوتا ہے تو عرب کے مِلِک الشعراء کی انگشت ہائے تخیّل کو کاٹتا چلا جاتا ہے۔ عرب کے شہرۂ آفاق میلۂ عکاظ میں خنساء نامی شاعرہ کے ہاتھوں امراء القیس کے مایۂ ناز قصیدہ کی بکھرتی ہوئی دھجیاں میرے دعویٰ کی بہترین دلیل ہیں۔

عزیزم شوکت رضا کے کلام کی سب سے بڑی خوبی اُس کے اشعار کی بے ساختگی ہے۔ وہ اکثر شعراء کی طرح شوکتِ الفاظ کا تعاقب نہیں کرتا کہ اس سعیِ لاحاصل میں پرچھائیں کے لئے سائبان چھوڑ دے۔ اِس کے برعکس وہ اکثر اوقات سادہ لفظوں میں ہی لیکن بہت اونچی بات کہہ جاتا ہے اور یہ عمل کہنے کے ہنر کی طرف تابناک پیش قدمی کا پتہ دیتا ہے۔

مثلاً موصوف کا ایک شعر۔ پاؤں پہ کھڑا ہو نہیں سکتا مگر اصغرؑ
اِسلام کو پاؤں پہ کھڑا کرنے چلا ہے

غور کیجئے کس سادگی اور بے ساختگی کے ساتھ بلیغ بات کی گئی ہے۔ یا سرکارِ وفا حضرت عبّاس علمدار علیہ السلام سے متعلق ایک رباعی میں کہتے ہیں۔

علیؑ کا ہی پسر ہونا فقط کافی نہیں شوکت
ضروری ہے دُعاءِ فاطمہؑ عبّاسؑ بننے کو

بخدا یہ شعر ایک کم عمر شاعر کی بڑی قامت کا پتہ دیتا ہے۔

اگر آپ سرگوشیٔ جبریلؑ کا بغور مطالعہ فرمائیں گے تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ مولاؑ نے جہاں شوکت کو فنِ شاعری پہ دسترس عطا کی ہے وہاں اپنی معرفت سے بھی روشناس فرمایا۔

۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اُس نے لذّتِ زبان و بیان کا خیال رکھا وہاں اظہارِ عقیدہ کے معاملہ میں کسی قسم کی قدغن قبول نہیں کی اور یقیناً ایسا مولاؑ کی تائید سے ہی ممکن ہے۔

چونکہ راقم الحروف نے بھی قدیم اور جدید شاعری کی جملہ اصناف و صنائع پر عربی، فارسی، اُردو اور سرائیکی میں خامہ فرسائی کی ہے۔ اِس لحاظ سے بندہ کو شعر کہنا نہ سہی سننا ضرور آتا ہے۔ لہٰذا ایک بات ڈنکے کی چوٹ پر کہہ سکتا ہوں کہ اگر عزیز موصوف کا یہ شعری سفر روِش ادراک پر گامزن رہا تو آج اِس کا جو سادہ مگر بالغ کلام دِلوں کو چُھو لیتا ہے۔ کل انشاءاللہ دلوں پہ حکومت بھی کرنے لگے گا۔

دُعا ہے خدائے لم یزل اپنے ممدوحین معصومینؑ کے صدقہ میں موصوف کے قلم میں اعجاز بیانی کی کرشمہ کاریاں بھر دے۔ آمین!

والسّلام
احقر البریہ
غضنفر ہاشمی

پیش لفظ

از قلم: عالی قدر علّامہ آغا سیّد نسیم عبّاس رضوی صاحب مدّظلہ العالی

دائرۂ صوت و صدا میں ”سرگوشی“ منزلِ تقرب کی حدِّ آخر ہے۔ لیکن اس منزل تک پہنچنے سے پہلے بھی آواز کے بہت رنگ ہیں۔ آواز نویدِ روزِ آفرینش ہو تو اِنّی جاعلٌ فی الارضِ خلیفه کا اعلان ہے۔ آواز تنبیہہ ہو تو لاتقربا هٰذه الشجرة کا فرمان ہے۔ آواز سوال ہو تو اَنبِئونی بأسماءِ هٰؤلاء کا امتحان ہے۔ آواز نجات ہو تو بسم الله مجریها و مرسٰها کا سفینہ ہے۔ آواز سلامتی ہو تو یانار کونی بردًا و سلامًا علیٰ ابراهیم کا پیغام ہے۔ آواز کہیں اقرأ باسم ربّك ہے کہیں یا ایّها المدّثر ہے اور یہ منزلِ غدیر پر یا ایّها الرّسول بلّغ ہے۔

قرآن مجید کی رفعتوں اور وسعتوں سے لے کر اردو غزل کی تنگنائے تک آواز کے رنگ جلوہ فرما ہیں۔ مومن خاں مومن کا کہنا ہے ؎ شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو معلوم ہوا آواز صورت ہے۔ رئیس امروہی نے لکھا ؎ اگر ہو گئے تو بس آواز ہوں گے۔ معلوم ہوا آواز بقا ہے۔ ابنِ انشاء کا دکھ ہے ؎ اس نے آواز کا رشتہ بھی نہ رکھا لوگو، معلوم ہوا آواز تعلق ہے۔ منیر نیازی کی صدا ہے ؎ آواز دے کے دیکھ لو شاید وہ مل ہی جائے معلوم ہوا آواز امید ہے۔ لیکن جب ذات کی محدودیت کائنات کی وسعت سے ہمکلام ہو تو صریرِ خامہ نوائے سروش میں بدل جاتے۔ ایسے میں بقول غالب غیب سے مضامین خیال میں آتے ہیں اور بقول خاور رضوی زخم آیت میں ڈھل جاتے ہیں۔

اس پس منظر میں زیرِ نظر کتاب ایک نوجوان شاعر کے ملّی و مذہبی جذبات اور احساسات کا مرقّع نہیں بلکہ دینی ادراک و تہذیبی شعور کا ایسا جامع اظہار ہے جس میں جمال بھی موجود ہے اور جلال بھی۔ یہ جمال وما ارسلناك الّا رحمة للعالمین کا جمال ہے اور یہ جلال لا فتیٰ الّا علی لا سیف الّا ذوالفقار کا جلال ہے۔ جمال و جلال کے یہ دونوں جلوے سرگوشی جبریلؑ کا اظہاریہ ہیں۔ ایک قرآن کی آیت ہے اور دوسرا صاحبِ قرآن سے روایت ہے۔ آیت و روایت دونوں پر وما ینطق عن الهوىٰ کی مہرِ صداقت ہے یہ لفظ کا سفر ہے لبِ جبریلؑ سے دلِ مصطفیٰؐ تک، اور دلِ مصطفیٰؐ سے لبِ مصطفیٰؐ تک اور لبِ مصطفیٰؐ سچائی کی آخری سند ہے۔

جبریلؑ فرشتہ ہے شاعر نہیں اور شوکت شاعر ہے فرشتہ نہیں۔ دونوں میں بظاہر کوئی رشتہ نہیں لیکن ایک در کے تعلق سے دونوں کا ایک دوسرے سے تعلق ہے۔ دونوں ایک ہی در کے فقیر ہیں، دونوں ایک ہی گھر کے نوکر ہیں۔ ایک ہی صحن کے جاروب کش ہیں جبریلؑ سیّد الملائکہ ہو کے چاکر ہے اور شوکت غیر سیّد ہو کے خادم ہے۔ زیرِ نظر کتاب ان دونوں کے حوالے سے دو نوکروں کی باہمی قربت کی آئینہ دار ہے۔

سرگوشی بنیادی طور پر مودت و تقرب کا عمل ہے۔ بارگاہِ رسالتؐ میں بھی لوگ دوسروں پر اپنی رسائی اور رسوخ کا اثر ڈالنے کے لئے سرگوشی کا سہارا لیتے تھے لیکن جب سورۂ مجادلہ کی آیت نجویٰ نے سرگوشی سے پہلے صدقہ کا حکم دیا اور کہا ذالك خیر لكم و اطهر تو جنہیں دین سے زیادہ دینار عزیز تھے اور رسالتؐ سے بڑھ کر دولت پیاری تھی اور مآل نہیں حال پہ جن کی نظریں تھیں وہ دور سے دور تر ہوتے گئے۔ تمام مفسّرین متفق ہیں کہ اس حکم قرآنی پر سوائے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے کسی اور نے عمل نہیں کیا۔

مولائے کائنات نے اِس حکمِ قرآنی پر عمل فرما کے یہ واضح کر دیا میں نے حُبِّ رسولؐ میں کبھی جان کو عزیز نہیں رکھا تو مال کو کیا خاطر میں لاؤں گا۔

سرگوشیِ "رسولؐ اور علیؑ" یہ سردار کا سردار سے معاملہ تھا۔ "سرگوشیِ جبریلؑ اور شوکت رضا شوکت" یہ خادم کا خادم سے سلسلہ ہے لیکن مرکزِ مودت وہی ایک در ہے جہاں دلِ حیات دھڑکتا ہے اور دلِ حیات کی صدا سرگوشیِ جبریلؑ میں ڈھل کر لفظ و معانی کو سایۂ تطہیر میں لے آتی ہے۔

میری دعا ہے کہ عزیزی شوکت رضا شوکت کا یہ شعری مجموعہ بارگاہِ معصومینؑ میں مقبولیت حاصل کرے ان کے قلم کو مزید روانی عطا ہو۔ (آمین)

جبریلؑ غالب کی طرح شوکت کے بھی ہم زبان نہیں لیکن مدحِ اہلبیتؑ میں ان کے ہم آواز ضرور ہیں۔

پاتا ہوں داد اس سے کچھ اپنے کلام کی
روح القدس اگرچہ مرا ہم زباں نہیں

والسلام
نسیم رِضوی

قِرطاسِ سپاس

اگر میں یہ کہوں کہ صانعِ فطرت، پروردگارِ فصاحت و بلاغت حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ نے حکمِ خداوندی سے شاعری میرے خمیر میں رکھ دی تھی تو اِسے شاعرانہ روزمرہ سمجھا جائے گا۔ اور اگر آپ یہ خیال کریں کہ میں نے شعر کہنے کے لئے کسی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا تو یہ فطرت کی نفی ہے، شاعر آ کے نہیں بنتا، بن کے آتا ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ بعض اوقات اِس صلاحیت کا اظہار بھی بطریقِ احسن نہیں ہو پاتا۔ اور خیالات و احساسات دل کے کسی نہاں گوشے میں خفتہ رہ جاتے ہیں۔ ایسے میں کسی مُشیر، امین یا راہنما کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے جو شعر کہنا تو نہیں شعر پڑھنے کے آداب سکھاتا ہے۔

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ۱۹۸۲ء کے اواخر یا ۱۹۸۳ء کے اوائل میں میں نے پہلا شعر کہا تھا جب میں نے ڈرتے ڈرتے پہلا شعر، نانا مرحوم جناب محبت علی مشتاق اعلی اللہ مقامہٗ کو سنایا تو ایک شاعر کی حیثیت سے اُنہوں نے مجھے داد بھی دی اور رموزِ شاعری پہ ایک طویل درس بھی دیا۔ یہ میری اِس فن سے پہلی دعا سلام تھی۔ اور پھر نانا جان کا کمرہ، اُن کی کتابیں، اُن کے اشعار میرا اوڑھنا بچھونا قرار پائے، دو سال تک ادراک کا یہ سفر آہستہ روی سے ہوتا رہا اور اُنہیں دنوں میں نے جناب خطیب العصر سرکارِ علامہ گلفام حسین ہاشمی صاحب قبلہ کی بارگاہ میں چند اشعار سنائے تو اُنہوں نے بصد مسرت فرمایا تم اپنا بوریا بستر لے کر میرے پاس آ جاؤ تاکہ تمہیں علومِ آلِ محمدؐ تک رسائی کے لئے عربی علوم و فنون سے آشنا کرایا جائے اور اس طرح

میں قبلہ کے مکتبِ خطابت میں باقاعدہ شاگرد کی حیثیت سے حاضر ہوگیا۔ شاعری بھی ہوتی رہی اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

اِس اوّلین گہوارۂ علم سے جامعۃ الشہید المطہریؒ ملتان، وہاں سے جامعہ جعفریہ گوجرانوالہ، وہاں سے رحمٰن اورینٹل کالج ملتان اور وہاں سے فیضیہ یونیورسٹی قم (ایران) تک کا یہ تمام شعوری سفر میں نے سولہ سال میں اپنی استعداد سے نہیں بلکہ صاحب الامرؑ کی امداد سے طے کیا۔ میں کسی بھی زمانے میں ہونہار طالب علم نہ ہونے کی وجہ سے عالم تو نہ بن سکا مگر کوچۂ معرفت میں برہنہ پا گداگری کرنے کے سبب لوگ مجھے بحیثیتِ شاعر جاننے لگے۔

شعر کی تعریف و توصیف کے بارے میں دنیائے ادب کی تمام مروّجہ زبانوں میں جس قدر آرا معرضِ وجود میں آئیں اُن سب کا مرکزی خیال یہی رہا ہے کہ:

افضل الشعر اکذب سب سے اچھا شعر وہ ہوتا ہے جس میں جھوٹ سب سے زیادہ ہو۔ مگر مدحِ اہلبیت علیہم السلام کے لئے میرا اس نظریئے سے ہمیشہ اختلاف رہا ہے اور میں نے یہ چاہا کہ سچّوں کے بارے میں سچ کہا جائے اور اسی لئے عصرِ حاضر کی شعرا کی روش سے ہٹ کر میں نے اپنی شاعری میں کلامِ الٰہی، احادیثِ نبویؐ، اقوالِ معصومینؑ اور تاریخ کو اپنے اشعار کا محور و مرکز قرار دیا۔ میں اپنے دعوٰی میں کس قدر سچ گوئی سے کام لے رہا ہوں اس کا اندازہ آپ کو پڑھنے کے بعد ہوگا۔ اور کتاب کا نام "سرگوشیِ جبریلؑ" ہونے کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ مجھے یہ سب کچھ مولاؑ نے اپنے دربان کے ذریعے سے عطا فرمایا ہے۔ یہ کتاب میری فنی صلاحیتوں کا اعلان نہ سہی دربارِ حسینؑ تک میری رسائی کا نشان ضرور ہے۔

گذشتہ دو سالوں سے یہ آرزو دل میں جاگزیں تھی کہ میرے سننے والے مجھے پڑھنے بھی لگیں۔ اگرچہ پاکستان بھر سے تمام احباب اور بیرونی ممالک سے تمام دوستوں نے بارہا اِس خواہش کا اظہار کیا مگر مجلسی مصروفیات اور تنگیٔ اوقات نے اِس کارِ خیر کا راستہ روکے رکھا۔ سالِ گذشتہ چھ جون کو میرے کلام پہ سب سے بہتر تنقید نگار، زورِ کمر، چھوٹے بھائی نصرت رضا کی شہادت نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا۔ کہ اب کسی وقت بھی اشہبِ وقت کا تازیانہ میرے راہوارِ حیات کو کاروانِ شہادت کی طرف چلنے پہ تیار کر سکتا ہے۔ بنا بریں طبیعت اِس بات پر آمادہ ہوئی کہ اب اشعار کو جامۂ تحریر میں آجانا چاہیئے۔ مگر ان لمحوں میں عزیز بھائی کی جُدائی اور شدّتِ غم کے سبب نڈھال طبیعت کسی اور بوجھ کو قبول کرنے پر آمادہ نہ تھی۔ بھلا ہو عزیز القدر رفیقِ جاں، غمگسار دوست اور بھائی سیّد ابرار حسین کاظمی صاحب کا، جنہوں نے اس قدر لاڈ سے اصرار کیا کہ میں انکار نہ کر سکا۔ میرے پاس اشعار کا خزانہ تو موجود تھا مگر کس شعر میں کون سا خیال کہاں سے لیا گیا ہے؟ یہ تحقیق و ترتیب صرف مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن دکھائی دے رہی تھی، ایسے میں میرے شاعری سفر کے رفیقِ اوّل، قابلِ احترام دوست جناب مولانا محسن رضا حیدری صاحب نے یہ مشکل ذمہ داری نہ صرف قبول فرمائی بلکہ اُسے بطریقِ احسن نبھایا۔ کتاب میں جگہ جگہ پر قرآنی اور تاریخی حوالے اُنہیں کے برشِ قلم کا اعجاز ہے۔ اشعار کہنے والے کو اِس بات کا احساس بہت کم رہتا ہے کہ اُس نے زبان و بیان کی نزاکتوں کے ساتھ کتنا انصاف کیا ہے، شاعری میں الفاظ کے گیسوئے دراز سنوارنے کے لئے کہیں مُشیر کی ضرورت ہوتی ہے اور کہیں دبیر کی شکر گذار ہوں مصوّرِ غم جناب محشر لکھنوی صاحب کا، جنہوں نے حرفِ اوّل سے

لفظِ آخر تک نہ صرف مختلف موضوعات کے عناوین تجویز فرماتے بلکہ جہاں ضروری سمجھا وہاں اصلاح بھی کر دی۔

وقت کی کمی کے سبب یہ بھی ایک پریشان کن بات تھی کہ کتاب کو کتابی صورت کیسے ملے گی؟ میں بصد خلوص شاکر ہوں جناب شاکر حسین شاکر صاحب کا، جنہوں نے کتابت سے لے کر طباعت تک ہر مشکل مرحلے میں نہ صرف میری راہنمائی فرمائی بلکہ وہ اس سلسلے میں مجھ سے بھی زیادہ متحرک رہے۔ اسی طرح شکریہ کے مستحق ہیں مہربان محترم جناب ابنِ صادق مزاری صاحب بھی، جنہوں نے پروف ریڈنگ جیسی اہم ذمہ داری کو نبھایا۔ عالی جناب برادرم سیّد ندر عبّاس نقوی صاحب کی محبتوں کا احسان مند ہوں جن سے میرے حوصلے بلند ہوتے۔ اور اگر میں اس صراطِ فکر کے پہلے ہم سفر ماموں غلام حسین ہاشمی صاحب کا تذکرہ نہ کروں تو یہ احسان فراموشی ہو گی۔ اُنہوں نے قدم قدم پر میرا ساتھ دیا۔ والدہ ماجدہ کی زندگی دراز ہو اُن کی قدم بوسی اور دُعائیں میری کامیابی کا حقیقی راز ہیں والد صاحب کی ادیبانہ نشست و برخاست اور برادران کی بر وقت تائید و تنقید بھی میرے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوئی۔ اسلام آباد سے محترم برادرم سیّد ندیم کاظمی صاحب اور کراچی سے برادرم عارف رضا زیدی صاحب کی محبتوں کا شمار کرنا بھی بہت مشکل ہے۔ اُنہوں نے محشر لکھنوی صاحب تک رسائی سے لے کر کتاب کی تقریبِ رونمائی تک کہیں مجھے تنہا نہیں ہونے دیا، اور اسی طرح جناب برادرم شہزادہ غلام حسن بھٹی صاحب بھی شکریہ کا حق رکھتے ہیں جنہوں نے اندرون و بیرون ملک کتاب کی تقسیم و ترسیل کا ذمہ اُٹھایا۔

آخر میں بہت شکر گذار ہوں اُن بزرگ علماء کا جنہوں نے مجھ کم فہم اور کج سخن کی

کتاب کو اپنی آراء سے مزیّن فرما کر آپ کی دید کے قابل بنایا۔ بزرگوارم ملک علی جعفر علوی صاحب کا بھی شکر گذار ہوں جن کی دُعاؤں سے یہ مرحلہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

الحمد للہ مجھے اعتراف ہے کہ اِس گلشنِ خطابت میں قدم رکھتے ہی نسیمِ ولا نے مجھے خوش آمدید کہا اور غضنفرِ مزاج مرثی نے میرے دامنِ ابرار کو خارہائے سخن سے بچاتے ہوئے گلفام بنا دیا اور اُس محسنِ حقیقی نے صدائے شوکت کو عرصۂ محشر تک پہنچا دیا۔

کتاب پر تنقید کیجیے گا، آپ کا حق ہے۔ رائے دیجئے گا آپ کا فرض ہے دُعا کیجئے گا، کہ میری طلب ہے۔ حضرت قائم آلِ محمدؐ اپنے دربار میں اپنے بندے کی اِس نیاز مندی کو قبول فرمائیں۔ آخر میں اپنی گفتگو اِس اعتراف پر ختم کرتا ہوں

نہ فن ہے نہ تعلیم نہ ادراک نہ منصب
بس فیضِ الٰہی ہے یہ اشعار کی تشکیل
محنت کا نہیں میری عقیدت کا صلہ ہے
سرگوشیِ جبریلؑ ہے "سرگوشیِ جبریلؑ"

عبد المعصومینؑ
شوکت رضا شوکت

حمد

خلّاقِ ازل، صاحبِ کُن، مالکِ ہستی،
مَیں تیرے لئے حرفِ جلی سوچ رَہا ہوں
اٹھارہ برس بیت گئے دشتِ سُخن میں،
تُو کیا ہے؟ ابھی تک یہی سوچ رہا ہوں

اوّل سے بھی اوّل ہے تو آخر سے بھی آخر
کب سے ہے کہاں تک ہے، خبر تھی نہ خبر ہے
رکھتا بھی نہیں کان، تُو سُنتا ہے دُعائیں
آنکھیں بھی نہیں اور ہر اک شے پہ نظر ہے

ہیں اِتنی قدآور تیری صنعت کی فصیلیں
پالوں تیری قامت، یہ مرا قد ہی نہیں ہے
سوچوں نے بہت سوچ سمجھ کر یہی جانا
اِدراک کی حد ہے کہ تِری حد ہی نہیں ہے

محمُود ہے ایسا کہ تِری حمد محمّدؐ
اعلیٰ ہے تُو اِتنا کہ علیؑ سے بھی بڑا ہے
یہ حُسن ہے تیرا کہ تُو حسنینؑ کا ربّ ہے
فاطر ہے تو پھر فاطمہ زہرؑا کا خُدا ہے

اب میرا قلم، عرق جبیں آبلہ پا ہے
بس بات یہی ہے کہ کوئی بات نہیں ہے
جب ہیں تیرے حمّاد، محمّدؐ سے محمّدؑ
میں حمد کہوں یہ میری اوقات نہیں ہے

اِس مصرعہ میں پہلے "محمدؐ" سے جناب رسالتمآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مراد ہیں اور دوسرے "محمدؑ" سے حضرت امامِ زمانہ عجّل اللہ تعالیٰ فرجہٗ الشریف مراد ہیں

سایہ

جمالِ نقشِ کوہِ طور کا سایہ نہیں ہوتا
جبینِ عرش پہ مذکور کا سایہ نہیں ہوتا
بھلا کیسے، کہاں سایہ ملے جسمِ محمّدؐ کا
محمدؐ نور[1] ہے اور نور کا سایہ[2] نہیں ہوتا

---

[1] : ارشادِ خداوندی ہے : قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ اور تفاسیرِ اہلبیتؑ میں درج ہے کہ اس آیت میں نور سے مراد، حضرت محمّد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ذاتِ بابرکات ہے۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۲ صفحہ ۱۴۔ تفسیر البرہان جلد ۱ صفحہ ۴۵۵

[2] : علاّمہ سعید بن ہبۃ اللہ راوندی علیہ الرحمۃ اپنی تالیف "الخرائج والجرائح صفحہ ۲۲۱" میں فرماتے ہیں : معجزۃ بدنہ إنّہ لم یقع ظلّہ علی الارض لأنہ کان نوراً ولایکون من النور الظلّ کالسراج۔ جناب رسالتمآبؐ کے بدن کا یہ معجزہ تھا کہ آپؐ کا سایہ زمین پہ نہیں پڑتا تھا کیونکہ آپ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ جس طرح چراغ کا سایہ نہیں ہوتا۔ اِسی طرح علاّمہ محمّد بن شہر آشوب مازندرانی فرماتے ہیں :۔

لم یقطع ظلّہ علی الارض لأنّ الظلّ من الظلمۃ وکان اذا وقف فی الشمس والقمر نورہ یغلب انوارھا۔ آنحضرتؐ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا چونکہ سایہ ظلمت سے ہوتا ہے (اور رسولؐ پاک نور تھے) اور جب آنحضرتؐ دُھوپ میں یا چاند کی روشنی میں کھڑے ہوتے تھے تو آپؐ کا نور چاند اور سورج کی روشنی پر غالب آجاتا تھا۔ (مناقب آل ابی طالبؑ جلد ا صفحہ ۶۷)

علماء اہلسنّت میں سے علّامہ جلال الدّین سیوطی نے خصائص کبرٰی میں، علّامہ قاضی عیاض نے الشفاء میں، علّامہ ابنِ حجر مکی نے افضل القرٰی میں، علّامہ سلیمان نے فتوحاتِ احمدیہ میں، علّامہ شیخ عبدالحق محدّث دہلوَی نے مدارج النبوۃ میں، علّامہ احمد بن محمّد قسطلانی نے شرح المواہب میں، علّامہ حسین بن محمّد دیار بکری نے کتاب الخمیس میں باختلاف الفاظ یہی کچھ لکھا ہے کہ "آنحضرتؐ کا سایہ نہیں تھا کیونکہ آپؐ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا"

اِسمِ پاکؐ

مایُوس و گنہگار زمانے کو بتا دو
بخشش کے تصوّر سے بنا جسمِ محمّدؐ
عصیاں کی معافی کا یہ آسان عمل ہے
تم شام و سحر چُوما کرو اسمِ محمّدؐ

درج ذیل واقعہ سے اِستدلال کیا گیا ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں سے ایک شخص بہت زیادہ گنہگار تھا جس نے دوسو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ جب وہ مَر گیا تو لوگوں نے اُسے ایسی جگہ پھینک دیا جہاں تمام علاقے والے نجاست ڈالتے تھے اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو وحی کی، اے موسیٰ! اُس شخص کو وہاں سے اُٹھا لاؤ، اُس کی نمازِ جنازہ پڑھو اور پھر اُسے احترام کے ساتھ دفن کر دو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے عرض کی، اے اللہ تمام بنی اسرائیل گواہ ہیں کہ مرنے والا دوسو برس تک تیری نافرمانی کرتا رہا ہے۔ اِرشاد ہُوا کہ سچ ہے لیکن اُس کی عادت تھی کلّما نشر التوراۃ ونظر الیٰ اسمِ محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قبّلہ ووضعہ علیٰ عینیہ

وصلّی علیہ کہ جب بھی وہ تورات شریف کھولتا تھا اور آنحضرتؐ کے اسم مبارک "محمدؐ" کو دیکھتا تھا تو اُسے بوسہ دیتا تھا اور احتراماً آنکھوں پہ لگاتا تھا اور آنحضرتؐ پر درود بھیجتا تھا۔ تو میں اُس کے اِس فعل سے راضی ہوا فغفرت ذنوبہ پس میں نے اُس کے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

سیرت حلبیہ جلد ا صفحہ ۸۰۔ حلیتہ الاولیاء وغیرہ

حقیقت

ہمارے نزدیک حمد وہ ہے کہ جس کے پیکر میں ہو محمدؐ
لکھو محمدؐ، پڑھو محمدؐ، کہو محمدؐ، سنو محمدؐ
وہ اِس کا ذاکر، یہ اُس کا ذاکر، یہی ہے بس حمد کی حقیقت
فلک پہ قرآں وہی ہے شوکت زمیں پہ کہتا ہے جو محمدؐ

حضرت اِمام محمدؐ باقر علیہ السّلام، آنحضرتؐ کے اِسم "محمّدؐ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ آنحضرتؐ "محمدؐ" اس لئے ہیں کہ انّ اللّٰہ وملائکتہ وجمیع انبیائہ ورسلہ وجمیع اممھم یحمدونہ ویصلّون علیہ۔ اللّٰہ تعالیٰ اُس کے تمام فرشتے، انبیاء و رسول اور اُن کی تمام اُمتیں، آنحضرت صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا حمد کرتی ہیں اور اُن پر درود و سلام بھیجتی ہیں۔ (بحار الانوار جلد ۱۶ صفحہ ۹۸)

مِیم

خالق کی طرح، نُور تھا، مخفی تھا صَمد تھا
یہ نُورِ نبیؐ روزِ ازل تا بہ اَبد تھا
خود ذاتِ اَحد ہی نے بنایا اسے احمدؐ
ہوتی نہ اگر "م" تو احمدؐ بھی اَحد تھا

اِطاعت

پہچان ہے چمن کی زمانے میں پھول سے،
آئین پُروقار ہے اَوجِ اُصول سے
قرآں میں اطاعتِ یزداں دوستو!
مشروط ہے اطاعتِ ذاتِ رسولؐ سے

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ کی طرف اشارہ ہے۔

اِعزاز

لی مدد حق تعالیٰ نے صُبح شام ابوطالبؑ سے
رِزق لیتا رہا اِسلام ابوطالبؑ سے
پالنے والا محمدؐ کو خدا ہے شوکت
اپنے حصّے کا لیا کام ابوطالبؑ سے

حضرت ابوطالبؑ نے ہی آنحضرتؐ کی پرورش کی۔ ملاحظہ فرمائیں: الوفا باحوال المصطفےٰ باب ۳۶ صفحہ ۱۲۷۔ شواہد النبوۃ صفحہ ۷۳۔ معارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۴۷ وغیرہ۔ جبکہ سورۃ الضحیٰ میں ارشاد ہے: أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ حالانکہ پناہ ابوطالبؑ نے دی، پرورش ابوطالبؑ نے کی۔ تو گویا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوطالبؑ کے فعل کو اپنا فعل قرار دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کسی کافر کے فعل کو اپنا فعل نہیں کہتا۔

وجہِ عداوت

اِحسان کیوں رسُولؐ کے تم نے بھُلا دیئے؟
ہے فارسی میں جُرم تو ہندی میں پاپ ہے
ماں فاطمہؑ کی ہے یہ خدیجہؑ سے ہے جلن،
عمرانؑ سے ہے بُغض کہ حیدرؑ کا باپ ہے

ابُو طالبؑ

نبیؐ کا عم، علیؑ کا باپ، کعبے کا نگہباں ہے
یہ سب اعزاز جس کے پاس ہیں وہ کون ذیشان ہے
بتاتی ہے ہمیں تاریخ کردارِ ابوطالبؑ
ابوطالبؑ ہے گر کافر، تو پھر کافر مسلماں ہے

لمحۂ فکریہ

حیدرؑ کی عداوت تمہیں کردیتی ہے اندھا
تم توڑنے لگتے ہو شریعت کے بھرم کو
عمرانؑ کو کافر تو کہا، یہ بھی نہ سوچا
بنتِ اسدؑ نے رستہ دیا کافر کے حرم کو

والدہ گرامی امیرالمومنینؑ حضرت بی بی فاطمہ بنتِ اسد جونہی کعبہ کے نزدیک آئیں تو فوراً دیوارِ کعبہ نے شق ہوکر راستہ بنایا اور بی بی اندر داخل ہوگئیں۔ ملاحظہ فرمائیں روضۃ الشہداء صفحہ ۸۹ باب ۵، نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۲۰۵۔ تذکرۃ الخواص صفحہ ۷ روضۃ الواعظین صفحہ ۶۷۔ معانی الاخبار صفحہ ۶۵۔ بحار الانوار جلد ۳۵ صفحہ ۹۔ بشارۃ المصطفٰےؐ صفحہ ۸۔ وغیرہ

عقد اور عقیدہ

جو بشر صاحبِ ایمان نہیں ہو سکتا
وہ محمدؐ کا نگہبان نہیں ہو سکتا
قاضیٔ عقدِ محمدؐ کو جو کافر سمجھے
وہ کسی طور مسلمان نہیں ہو سکتا

حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کے عقد کا خطبہ حضرت ابو طالبؑ نے پڑھا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں: السیرۃ النبویہ جلد ۱ صفحہ ۱۰۶۔ سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۶۵۔ تذکرۃ الخواص صفحہ ۳۱۲۔ شرح نہج البلاغہ ابن أبی الحدید جلد ۶ صفحہ ۳۱۲ بحار الانوار جلد ۱۶ صفحہ ۵۔ الوفا باحوال المصطفٰے صفحہ ۱۴۲۔ باب ۴۵

سرمایہ

بشر کو دی ہے رسالتؐ کی آگہی اُس نے
بنا دیا ہے فقیروں کو بھی غنی اُس نے
پَلا ہے دینِ محمدؐ کا اُس کے آنگن میں
عرب پتی کو بنایا ارب[1] پتی اُس نے

---

[1] : وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰى (سورۃ الضحٰی آیت ۸) تجھے تنگدست پایا پس غنی کر دیا۔ تفسیر اہلبیتؑ میں فَاَغْنٰی کی تفسیر میں درج ہے فَأَغْنٰی ای فأغناك بمال خدیجۃ۔ بحار الانوار جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۸۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۵ صفحہ ۵۰۶۔ تفسیر البرہان جلد ۴ صفحہ ۴۷۳

فروغِ دین

کون بھولے، بھلا پیغام، خدیجہؑ! تیرا
دل کی دنیا پہ رقم نام، خدیجہؑ! تیرا
تیری دولت نے دیا دینِ محمدؐ کو فروغ
اب بھی مقروض ہے اسلام، خدیجہؑ! تیرا

عباءِ رسولؐ

حیا کی کیوں نہ لکھوں انجمن خدیجہؑ کو
سلام کرتے ہیں جب پنجتنؑ خدیجہؑ کو
سمجھ کے محسنۂ دیں رسولؐ اکرم نے
دیا ہے اپنی عباءؐ کا کفن خدیجہؑ کو

قرض

حشر تک انسانیت کا ارتقاء مقروض ہے
جس کے سب مقروض ہیں وہ مصطفےٰؐ مقروض ہے
اَقرِضُوا کے حکم سے یہ بات ثابت ہو گئی
آدمیت کیا! خدیجہؑ کا خدا مقروض ہے

فرمانِ خداوندی وَاَقرِضُوا اللّٰہَ قَرضًا حَسَنًا ط (اور اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دیتے رہو۔ سورہ المزمل: ۲۰) کی تاویل کی گئی ہے۔

کعبہ و نجف

ڈھونڈنے اپنے لئے اور شرف جاتا ہے
اپنی توقیر کے مرکز کی طرف جاتا ہے
لوگ جب حج کے لئے جاتے ہیں کعبے کی طرف
کعبہ اُس روز وضو کرکے نجف جاتا ہے

جدارِ کعبہ

فاطمہؑ بنتِ اسد آئی ہیں کعبے کے قریب
مریمؑ عصر کے بی بی پہ گماں ہوتے ہیں
چاپ قدموں کی سُنی اور بنایا رستہ
سچ ہی کہتے ہیں کہ "دیواروں کے کان ہوتے ہیں"

بیانِ قرآن

ہر شخص، ہر اِک بات کو پاتا ہی نہیں تھا
ذہنوں میں کوئی لفظ سماتا ہی نہیں تھا
قرآن سُناتے بھی بھلا کس کو محمدؐ؟
قرآن، کسی اور کو آتا ہی نہیں تھا

ے : امیرالمؤمنین حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ کا دنیا میں آتے ہی (بوقتِ ظہور) دستِ رسالتمآبؐ پر نزولِ قرآن سے قبل قرآن سنانے کا مشہور واقعہ بہت سی کتابوں میں درج ہے۔ اس واقعہ پر اعتراض ہوا کہ جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم حضرت علیؑ سے افضل ہیں بلکہ حضرت علیؑ کے بھی مولا ہیں تو آپؐ نے بوقتِ ظہور قرآن کیوں نہیں سُنایا؟ تو رباعی میں اسی اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ (مرتّب)

اِسمِ علیؑ

وَلی کا رتبہ وَلی سے پوچھو مقام میں کیا وَلی کا لکھوں
شعورِ گلشن ہو گر میسّر تو تذکرہ پھر کلی کا لکھوں
قلم ہو انوار سے تراشا، لعابِ احمدؐ کی روشنائی
رِدائے زہرؑا ملے تو اُس پر میں نام مولا علیؑ کا لکھوں

حَلِّ مشکلات

اِک دن مرے لئے یہ ہوا مثلِ برق تھی
اور جانِ مُشکلات کے دَریا میں غرق تھی
بے ساختہ لبوں سے جو نکلا علیؑ کا نام
دیکھا تو مشکلوں کی جبیں عرق عرق تھی

فَضیلتِ محبّت

جس دن کسی کو معرفتِ حق عطا ہوئی
تاریخ ماہ وسال میں ہوتا ہے نیک دن
گذرے جو مُرتضٰےؑ کی محبّت میں دوستو
بھاری ہے سال بھر کی عبادت پہ ایک دن

حُبّ آلِ محمّدٍ یوماً خیر من عبادة سنةٍ کا مطلب بیان کیا گیا ہے کہ آلِ محمدؐ سے ایک دن کی محبّت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ یہ حدیث مندرجہ ذیل کتب میں مرقوم ہے۔
القطرہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۔ نور الابصار صفحہ ۱۰۳ وغیرہ

ذِکرِ علیؑ

ماحول پارسا کرو، نورِ جلی کے ساتھ
ذِہنوں کی پرورش کرو فکرِ ولی کے ساتھ
حکمِ نبیؐ کے ساتھ ہے شوکت کی شاعری
مجلس سجانی چاہیئے ذکرِ علیؑ کے ساتھ

جنابِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا فرمان ہے: زیّنوا مجالسکم بذکر علیؑ بن أبی طالب کہ تم اپنی مجالس کو علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے ذکر سے زینت دو۔
(بشارۃ المصطفٰےؐ صفحہ ۶۱۔ مناقبِ علی بن ابی طالب صفحہ ۲۱۱)

مَعرفت

محمدؐ سے علیؑ کی ذات کا عرفان لیتے تھے
اور اِک لمحے میں وہ ساری حقیقت جان لیتے تھے
رسالتؐ کے زمانے میں صحابہؓ کی یہ عادت تھی
مُنافق کو، علیؑ کے بُغض سے پہچان لیتے تھے

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کنّا نعرف المنافقین فی زمن رسول اللہ ببغض علی بن أبیطالب کہ ہم رسولؐ کے زمانے میں منافقین کو حضرت علی علیہ السّلام کے بُغض سے پہچان لیتے تھے (یعنی جو بھی حضرت علیؑ سے بُغض رکھتا تھا ہم اُسے منافق سمجھتے تھے)۔
صحیح ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۹۹۔ استیعاب جلد۲ صفحہ ۴۶۴ حلیۃ الاولیاء جلد۶ صفحہ ۲۹۴

تخلیقِ نار

دل میں اگر ابلیسؔ کی مُورت ہی نہ ہوتی
ذہنوں میں کبھی حق کی کدورت ہی نہ ہوتی
کرتے سبھی انسان، اگر پیار علیؑ سے
دوزخ کو بنانے کی ضرورت ہی نہ ہوتی

حدیث نبوی: لَو اجتمع النّاس علیٰ حب علی ابن ابی طالب لما خلق اللہ عزوجلّ النّار۔ کی ترجمانی کی گئی ہے۔ کہ اگر تمام انسان علیؑ کی محبّت پہ جمع ہو جاتے تو خدا جہنّم کو پیدا ہی نہ کرتا۔ یہ حدیث درج ذیل کتب میں موجود ہے۔

(بحار الانوار جلد ۳۹ صفحہ ۲۴۸۔ الحکم الزاہرہ صفحہ ۸۷۔ بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۷۵)

نِعمتِ عُظمیٰ

علیؑ سمجھتا ہے رحمٰن کے ارادوں کو
علیؑ کا کام نبھانا نبیؐ کے وعدوں کو
علیؑ کا پیار نہیں ہر بشر کی قسمت میں
ملی یہ نعمتِ عظمیٰ حلال زادوں کو

حضرت رسولؐ پاک سے روایت ہے آپؐ نے حضرت علی علیہ السّلام سے فرمایا: یاعلی لایحبّك الّا من طابت ولادته ولایبغضك الّا من خبثت ولادته ولایوالیك الّا مؤمن ولایعادیك الّا کافر۔ اے علیؑ تم سے فقط وہ شخص محبّت کرے گا جس کی ولادت پاکیزہ ہوگی (یعنی جو حلال زادہ ہوگا) اور تم سے صرف وہ شخص بغض رکھے گا جس کی ولادت نجس ہوگی (یعنی جو حرام زادہ ہوگا) اور اے علیؑ تمہیں صرف مومن ہی دوست رکھے گا۔ اور صرف کافر ہی دشمنی کرے گا۔

بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۱۴۵۔ احتجاج طبرسی جلد ۱ صفحہ ۶۹

یا علیؑ مدد

منکر کے دِل پہ ضربِ خُدا یا علیؑ مدد
مومن کو کبریا کی عطا یا علیؑ مدد
بسم اللہ جس نے جب بھی کہا اور جہاں کہا
دراصل اُس بشر نے کہا یا علیؑ مدد

کیونکہ بسم اللہ اور یا علیؑ مدد کے اعداد بحساب ابجد قمری یکساں ہیں۔ مُلاحظہ کیجیے ب کے عدد ۲، الف کا عدد ۱ (ایک)، س کے عدد ۶۰، اور م کے عدد ۴۰ ہیں۔ اور پھر الف کا عدد ۱ (ایک)، ل کے عدد ۳۰، پھر ل کے عدد ۳۰، اور ہ کے عدد ۵ اور اِن سب کا مجموعہ بنا ۱۶۹۔

اِسی طرح یا علیؑ مدد کے اعداد نکالیں تو ی کے عدد ۱۰، الف کا عدد ۱، ع کے عدد ۷۰، ل کے عدد ۳۰، ی کے عدد ۱۰، اور پھر م کے عدد ۴۰، د کے ۴، اور پھر د کے عدد ۴ تو اِس طرح یا علیؑ مدد کے بھی کل اعداد ۱۶۹ بنتے ہیں۔

نجات دہندہ

قرآن پڑھ کے دیکھ لے، ہجرت کی رات کو
ربّ نے رِضائیں بیچ دیں اپنے ولی کے ہاتھ
راضی خدا کو کرنا ہے، راضی علیؑ کو کر
کونین کی نجات ہے مولا علیؑ کے ہاتھ

ارشادِ ربّ العزّت ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ؕ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۰۷)

اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضامندیوں کو حاصل کرنے کے لئے اپنی جان کو بیچ دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ (ایسے) بندوں پر بڑا ہی شفقت کرنیوالا ہے۔

قارئین محترم! شبِ ہجرت جب حضرت علی علیہ السّلام، رسولِ دوجہان کے بستر پر سوئے تو اُس وقت یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔

ملاحظہ فرمائیں: العمدۃ لابن بطریق صفحہ ۱۲۴۔ الطرائف صفحہ ۱۱۔ تفسیر فرات صفحہ ۶۔ احقاق الحق جلد ۳ صفحہ ۲۶۔ تأویل الآیات صفحہ ۴۹۔ تفسیر البرہان جلد ۱ صفحہ ۲۰۶۔ الجواہر السنیہ باب ۱۳ صفحہ ۲۳۷ روضۃ الواعظین جلد ۱ صفحہ ۱۰۷۔ امالی شیخ طوسیؒ صفحہ ۴۵۹۔ الارشاد جلد ۱ صفحہ ۵۲۔ بحار الانوار جلد ۳۶ صفحہ ۴۰۔ ان کے علاوہ کتب اہل سنّت میں بھی یہی شانِ نزول مرقوم ہے۔

تکلّم

اِک رات محمدؐ ہوا مہمان جلی کا
خالق سے ہوئی بات یہ کہنا ہے ولی کا
پردے میں خدا تھا کہ نہیں تھا اُسے معلوم
سرورؐ نے بتایا ہے کہ لہجہ تھا علیؑ کا

ے : حضرت جبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسولؐ پاک سے سنا ہے۔ آپؐ سے کسی نے پوچھا بأیّ لغة خاطبك ربّك ليلة المعراج کہ شب معراج آپ کے پروردگار نے آپ سے کس زبان میں باتیں کیں؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا خاطبني بلغة علي بن أبي طالب کہ مجھ سے میرے پروردگار نے **علیؑ** کے لہجے میں گفتگو فرمائی۔

یہ روایت درج ذیل کتب میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۲۳۳۔ بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۶۔ مدینۃ المعاجز صفحہ ۱۵۷ الجواہر السنیہ باب ۱۳ صفحہ ۲۲۸۔ مناقب مرتضوی باب ۲ منقبت ۹۶۔

حاضروناظر

کمال و رفعت کی منزلوں پہ سدا خُدا کے ولی کو دیکھا
جدھر جدھر بھی نظر اُٹھائی، وہاں پہ نُورِ جلی کو دیکھا
جہاں بھی مشکل پڑی، خُدا و نبیؐ کو، حیدرؑ ہی کام آیا
وہاںؑ بھی شب میں علیؑ کو دیکھا، یہاں بھی شب میں علیؑ کو دیکھا

ع فردِ رابع میں تاریخِ اسلام کی دو تاریخی راتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس میں حضرت علیؑ کی موجودگی ثابت ہے، وہاں سے مراد شبِ معراج ہے اور یہاں سے مقصود شبِ ہجرت ہے

عبادت

علیؑ ولی سا نہیں ہے کوئی نبیؐ کے سوا
یہی عقیدہ حقیقت میں اِک سعادت ہے
تمہارے پاس عبادت گذار ہوں گے مگر
علیؑ وہ ہے کہ جسے دیکھنا عبادت ہے

ے: سرکار رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمان ذیشان ہے النّظر الیٰ وجہ علیٍ عبادۃ کہ حضرت علیؑ کے چہرے کی زیارت کرنا عبادت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: بشارۃ المصطفےٰ صفحہ ۱۹۲۔ امالی شیخ طوسیؒ جلد ۱ صفحہ ۳۶۰۔ بحار الانوار جلد ۳۸ صفحہ ۱۹۵۔ مأۃ منقبۃ صفحہ ۱۳۹۔

اِس کے علاوہ یہ حدیث درج ذیل کتب اہلسنّت میں بھی موجود ہے تاریخ بغداد جلد ۲، صفحہ ۵۲۔ میزان الاعتدال جلد ۳ صفحہ ۴۸۴۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۲، صفحہ ۱۸۲۔ لسان المیزان جلد ۱ صفحہ ۲۴۲۔ الریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۹۔ البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۳۵۷۔ ذخائر العقبیٰ صفحہ ۹۵۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۶۔ المستدرک علی الصحیحین جلد ۳ صفحہ ۱۴۱۔ فرائد السّمطین جلد ۱ صفحہ ۱۸۲۔ مجمع الزوائد جلد ۹۔ صفحہ ۱۱۹۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۳۰

شرط

نمودِ پھول سے پہلے، کَلی ہونا ضروری ہے
زمانے پر حکومت کو، وَلی ہونا ضروری ہے
مُسلمانوں کا ربّ ہو، یا نُصیری کا خدا شوکت
خدا کا ہو گماں جس پر، علیؑ ہونا ضروری ہے

منصبِ علیؑ

مَزدُور بھی، سُلطان بھی اور عُقدہ کُشا بھی
مخلوق کا مَولا بھی ہے، خالق کی رضا بھی
اِک وقت میں دو قیمتی منصب ہیں علیؑ کے
اللہ کا بندہ بھی، نُصیری کا خدا بھی

بندگی

جو اپنے ہر عمل کو دین ہونے کی سند کر دے
خدا میں اتنا کھو جائے کہ پا لینے کی حد کر دے
علیؑ تاریخِ انسانی میں وہ ذیشان بندہ ہے
جو شانِ بندگی لے لے، خدائی مسترد کر دے

فردِ رابع میں اُس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں نُصیری نے حضرت امیرالمومنینؑ علیؑ ابن ابیطالبؑ کو بارہا کہا کہ آپ (معاذاللہ) خدا ہیں اور مولاؑ مسلسل انکار فرماتے رہے کہ نہیں میں خدا نہیں ہوں بلکہ عبد خدا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں۔
بحارالانوار جلد ۲۵ صفحہ ۲۸۵، مناقبِ آلِ ابیطالب جلد ۱ صفحہ ۲۲۷۔ رجال کشی صفحہ ۱۹۸

خراجِ عشق

یا علیؑ! تیرا حسیں نام بھلا لگتا ہے
تیری نسبت سے یہ اسلام بھلا لگتا ہے
لوگ کہتے ہیں ترے عشق میں کافر مجھ کو
اور مرے دل کو یہ الزام بھلا لگتا ہے

باتیں

نگر نگر میں، چمن چمن میں، کلی کلی میں علیؑ کی باتیں
مرا وظیفہ ہے روز کرنا، گلی گلی میں علیؑ کی باتیں
علیؑ کی مجلس، علیؑ کا جلسہ کیا کرو مسجدوں میں لوگو
سرور آئے گا جب بھی ہوں گی علیؑ کے گھر میں علیؑ کی باتیں

مثالِ نادر

جنہیں خبر نہ ہو، اشرف ہے بس علیؑ کا شہر
وہ بابِ علم سے لینے شرف نہیں جاتے
ترے عمل سے اے نادر یہ آشکار ہوا
کوئی بھی دور ہو، کتّے، نجف نہیں جاتے

شاعرِ مودّت جناب شوکت رضا شوکت صاحب مجالس میں یہ قطعہ اور واقعہ نادر بادشاہ کے نام سے پڑھتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے دوحہ قطر میں حسینیہ پاکستانیہ لائبریری میں موجود ایک اردو مجلّہ الواعظ میں یہ واقعہ نادر بادشاہ سے منسوب پڑھا تھا۔ حالانکہ یہ مشہور و معروف واقعہ کتابوں میں ہارون رشید کے نام سے مرقوم ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ارشاد القلوب جلد ۲ صفحہ ۴۳۵۔ بحار الانوار جلد ۴۲ صفحہ ۳۲۹۔ فرحۃ الغری صفحہ ۱۱۹، الارشاد جلد ۱ صفحہ ۲۶۔ الخرائج والجرائح جلد ۱ صفحہ ۲۳۴۔ مفاتیح الجنان مترجم اردو صفحہ ۲۳۱ وغیرہ۔

دعوتِ خیر

شراب بنتی ہے سرکہ علیؑ کے روضے پر
یہ دیکھ میرے علیؑ کیا کمال کرتے ہیں
علیؑ کے در پہ تُو، آجا ہے اب بھی وقتِ نجات
علیؑ حرام کو اب بھی حلال کرتے ہیں

معجزاتِ مرقدِ امیرالمومنینؑ اس قدر زیادہ ہیں کہ اُن کا احصا ممکن نہیں۔ یہاں ایک مشہور معجزے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔
کچھ لوگ امیرالمومنینؑ کی ضریح اقدس کے پاس شراب چُھپا کر لے گئے تو وہ سرکہ میں تبدیل ہوگئی اور پھر اس عمل کو بار بار آزمایا گیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔
حبل المتین فی معجزات امیرالمومنینؑ بعد التدفین۔

جشنِ غدیر

بمناسبت عیدِ غدیر ۱۸ ذی الحجہ

شفق سے لے کر فلک تلک ہر دھنک نے رنگوں کو ساز بخشا
فرشتگانِ عدن نے لفظوں کو اپنے من کا گداز بخشا
حروف کو جس طرح خدا نے سرورِ عجز و نیاز بخشا
اُتر کے شاعر کے دل میں روح الامینؑ نے اسریٰ کا راز بخشا
یہ سب میسّر ہوا تو دل نے کہا کہ شانِ امیرؑ لکھّو
وضو کرو، پھر درود پڑھ کر قلم سے جشنِ غدیر لکھّو

غدیر وہ دن ہے جب محمّدؐ نے حق کو اپنی جگہ بٹھایا
غدیر وہ دن کہ جب نبیؐ نے علیؑ کو اپنا وصی بنایا
غدیر وہ خوف، جس نے دشمن کو آتشِ کرب میں جلایا
غدیر وہ یاد، جس نے مومن کے دل میں فردوس کو بسایا
غدیر، وہ خار جو عدو کے گلے میں اب تک اٹک رہا ہے
غدیر، وہ باغ ہے جو مومن کے دل میں اب تک مہک رہا ہے

رسولؐ منبر پہ جا کے بولے، امیرؑ یومِ حساب آجا
ضعیفِ اسلام نے صدا دی کہ دینِ حق کے شباب آجا
غدیرِ خُم کی بلندیوں پر زمیں سے بوتراب آجا
خُدا کے دیں کا نصابِ روحِ کتاب وجہِ ثواب آجا
مقام تیرا بلند تر ہے، قریبِ عالی مقام آجا
نبیؐ آخر بلا رہا ہے، جہاں کے پہلے امام آجا

غدیر کیا ہے؟ تراب پہ تاج پوشئ بوتراب کا دن
غدیر کیا ہے؟ علیؑ کی توصیف[1] میں نبیؐ کے خطاب کا دن
غدیر کیا ہے؟ شریعتِ مصطفٰیؐ پہ کامل شباب کا دن
غدیر کیا ہے؟ علیؑ کے مُنکر پہ کبریا کے عذاب[2] کا دن
غدیر، کانٹوں کی سرزمیں پر گلابِ عصمت کی صوت بھی ہے
غدیر، مومن کی زندگی ہے غدیر مُنکر کی موت بھی ہے

---

[1] : خطبۂ غدیر کی طرف اشارہ ہے۔ جو آں حضرتؐ نے ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ کو حجۃ الوداع سے واپسی پر مقامِ غدیرِ خُم پر دیا اور اُس میں حضرت علی علیہ السلام کے فضائل بیان فرمائے اور بعد ازاں من کنت مولاہ فھذا علیٌّ مولاہ کا اعلان فرمایا۔

ملاحظہ فرمائیں: الاحتجاج للطبرسیؒ جلد ۱، صفحہ ۵۵ تا ۶۷۔

[2] : منکرِ ولایت علیؑ، حارث بن نعمان فہری کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں۔

نور الابصار صفحہ ۱۷۔ تذکرۃ الخواص صفحہ ۳۰۔ سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۷۴۔ الفصول المہمہ ۲۵ فرائد السمطین جلد ۱، صفحہ ۸۲۔ فیض القدیر جلد ۶، صفحہ ۲۱۷ وغیرہ

علیؑ نبیؐ کے قریب پہنچے کہ نور کے پاس نور آیا
کلیم کے پاس جیسے خود ہی بشکلِ جلوۂ طور آیا
نبیؐ وصیؑ کو اُٹھا کے بولے، صفاتِ ربّ کا ظہور آیا
یہ وہ ہے جس کو جہاں بھی جس نے جدھر بُلایا ضرور آیا
علیؑ کا یہ اِرتقا، خُدا کی نظر میں کیا ارجمند ہوگا
جو خود علیؑ تھا، نبیؐ کے ہاتھوں پہ آکے کتنا بلند ہوگا
علیؑ صراط و سبیل بھی ہے، علیؑ تمہارا کفیل بھی ہے
علیؑ کا منصب جلیل بھی ہے، علیؑ کی مدحت طویل بھی ہے
علیؑ ہمارا وکیل بھی ہے، علیؑ خُدا کی دلیل بھی ہے
علیؑ کا مومن عقیل بھی ہے، علیؑ کا مُنکر ذلیل بھی ہے
حقیقتاً مجھ سے جنگ ہوگی اگر تم اُلجھو گے اس علیؑ سے
یہاں علیؑ ہے وہاں علیؑ ہے بتاؤ بھاگو گے کس علیؑ سے

علیؑ دِلوں کا مکین بھی ہے، علیؑ اِمامِ مُبین بھی ہے
علیؑ سراپا ہے کُلِّ ایمان، وَجہِ تکمیلِ دِین بھی ہے
علیؑ کا چہرہ، خُدا کی صُورت، علیؑ ہر اِک سے حَسین بھی ہے
علیؑ وَلی بھی، علیؑ علی بھی، رسُولؐ کا جانشین بھی ہے

نبیؐ کا فرمان تو یہی ہے کہ دِین کی اَصل بس علیؑ ہے
تمہاری مرضی جسے بنا لو، مگر "بلا فصل" بس علیؑ ہے

سلمانؓ

مَت سوچ کہ ہر اک نوکر کو سُلطان سمجھ میں آ جائے
ممکن ہی نہیں ہر قاری کو قرآن سمجھ میں آ جائے
مقدادؓ، ابوذرؓ، قنبرؓ اور عمّارؓ بھی جیون بھر شوکت
مصرُوف رہے اِس کوشش میں سلمانؓ سمجھ میں آ جائے

مَشورَہ

آپس میں ہم کو بر سرِ پیکار مت بنا
فکرِ بشر کو ظلم کی تلوار مت بنا
ہم لوگ حیدری ہیں ہمیں بے سبب نہ چھیڑ
سلمانؓ رہنے دے ہمیں مختار مت بنا

صِلَہ

حُرؓ نے جو ہاتھ باندھ کے سَر کو جُھکا دیا
موؑلا نے اپنی شان مُطابق صِلہ دیا
ماں کا رُومال باندھ کے زہراؑ کے لعل نے
اُس کی جبیں سے داغِ ندامت مٹا دیا

ے تاریخ اور مقتل کی کتابوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ روزِ عاشورہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جناب حُر کی پیشانی والے زخم پر ایک رومال باندھ دیا تھا تاکہ خون بند ہو جائے۔ اِس سے آپ کا عظیم المرتبت ہونا ثابت ہوتا ہے تفصیل کے لئے دیکھیں۔ الانوار النعمانیہ جلد ۳ صفحہ ۲۶۶۔ در کربلا چہ گذشت صفحہ ۳۴۵

بتولؑ

جگر کی جزنہیں، جُزوِ رسُولؐ[1] کہتے ہیں
جو اہلِ حق ہیں وہ بابِ قبول کہتے ہیں
جو ہر طرح کی نجاست سے پاک ہو شوکت
اُسے زبانِ وحی میں بتولؑ[2] کہتے ہیں

ے۱: حدیثِ رسالتؐ الفاطمة بضعة منّی کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

ے۲: حضرت علی علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت محمد مصطفےٰ ؐ سے پوچھا گیا ما بتول کہ بتول کِسے کہتے ہیں؟ کیونکہ ہم نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے انّ مریم بتول وفاطمة بتول کہ حضرت مریم علیہا السّلام بتول تھیں اور حضرت فاطمہ سلام اللّٰہ علیہا بھی بتول ہیں۔ تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: الّتی لم تر حمرة قطّ أی لم تحض کہ بتول اُس عورت کو کہتے ہیں جس نے زندگی بھر وہ "سُرخی" کبھی نہ دیکھی ہو جو عموماً عورتیں ہر ماہ سات یا دس دِن تک دیکھتی ہیں۔ یہ روایت درج ذیل کتب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ بحار الانوار۔ جلد ۴۳ صفحہ ۱۵۔ علل الشرائع باب نمبر ۱۴۴ صفحہ ۱۸۱ وغیرہ

بَضعةٌ مِنّی

کیوں نہ عصمت کے جہاں کی ہو وہ ملکہ شوکت
جس کی تعظیم شہنشاہِ[1] عرب کرتے تھے
کب اُٹھا کرتے تھے بیٹی کے لئے میرے نبیؐ
وہ تو اِک جزوِ رسالت[2] کا ادب کرتے تھے

[1] حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ کانت اذا دخلت علی النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم قام الیها وقبّلها وأجلسها فی مجلسه۔ کہ جب بھی جناب سیّدہ فاطمہ سلام اللّٰہ علیہا نبی اکرمؐ کے پاس آتی تھیں تو آپؐ اُن کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے تھے اور اُن کو اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۳۱۹ اور یہ روایت باختلاف الالفاظ، بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۵۔ امالی شیخ طوسی میں ہے اور کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۹ وغیرہ میں موجود ہے۔

[2] رسولؐ پاک فرماتے ہیں: انّ فاطمة بَضعة مِنّی بیشک فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۵۴، ۹۳۔ مناقب آل أبیطالبؑ جلد ۳ صفحہ ۳۲۲۔ امالی شیخ طوسی ۲۳۲ بضعة کو بَضعة اور بِضعة یعنی ب کے اوپر زبر یا ب کے نیچے زیر دونوں طرح سے پڑھا جاسکتا ہے۔ (مرتّب)

نسلِ اِمامؑ

وہ بیٹی محمدؐ کو خدیجہؑ سے ملی ہے
تاریخ نے لکھا ہے جسے اصلِ[1] محمدؐ
ہاں بنتِ خدیجہؑ ہی کے بیٹے ہیں وہ شوکت
قرآن بتاتا ہے جنہیں نسلِ[2] محمدؐ

[1] مخدومۂ کونین حضرت سیّدہ فاطمہ سلام اللّٰہ علیہا کی ایک کنیت اُمّ اَبیها بھی ہے اسی کنیت کا ترجمہ اصلِ محمدؐ کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں بحار الانوار جلد ۴۳ صفحہ ۱۶۔ مناقب آل ابیطالبؑ جلد ۱

[2] آیت مباہلہ میں اَبنَآءَنَا وَاَبنَآءَکُم سے مراد حضرت امام حسن علیہ السّلام اور حضرت امام حسین علیہ السّلام، ہیں۔ تفسیر طبری جلد ۳ صفحہ ۲۹۹۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۳۷۰۔ تفسیر قرطبی جلد ۴ صفحہ ۱۰۴۔ فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۷۔ تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۹۹۔ تذکرۃ الخواص صفحہ ۱۷۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۹۔ صواعق محرقہ صفحہ ۲۷۔ تفسیر الکشاف جلد ۱ صفحہ ۳۶۸۔ اسباب النزول صفحہ ۶۷

باپ کی زینت

رسولؐ کے جُزکا لخت ، زینبؑ
مزاجِ حیدرؑ کا بخت، زینبؑ
حُسینیتؑ کی فتح کا پرچم
یزیدیت کی شکست، زینبؑ

سیّدہ زینبؑ

بنتِ علیؑ، علیؑ کی طرح سرفراز ہے
زینبؑ، خدا کی شان، محمدؐ کا ناز ہے
زینبؑ، رضا و صبر کی جائے نماز ہے
زینبؑ، نبیؐ کے دین کی عمرِ دراز ہے
زینبؑ وفا کی رُوح، شریعت کی جان ہے
بے سایہ دینِ حق کے لئے سائبان ہے

زینبؑ کے نانا جان محمدؐ رسُول ہیں
نانی خدیجہؑ باپ علیؑ، ماں بتولؑ ہیں
بھائی حسنؑ حسینؑ جو عصمت کے پھُول ہیں
سب اِنّمَا یُرِیدُ کی شانِ نزول ہیں
زینبؑ کے دادا جان کا عمرانؑ نام ہے
زینبؑ کی دادی فاطمہؑ عالی مقام ہے
زینبؑ فروعِ دین تھی، دیں کا اصُول تھی
ہر اک قدم پہ صُورتِ بنتِ رسُولؐ تھی
صبر و رضا کی راہ میں مثلِ بتولؑ تھی
گُلزارِ اہلبیتؑ کی خوشبو تھی پھُول تھی
زینبؑ کہیں حسینؑ کہیں پر حسنؑ بنی
کہنے کو ایک تن تھا مگر پنجتنؑ بنی

زینبؑ چلی تو جبر کا سورج پلٹ گیا
قدموں کی چاپ سن کے ستم ڈر کے ہٹ گیا
ظالم امیرِ شام کا تختہ اُلٹ گیا
خطبوں کے دائرے میں زمانہ سمٹ گیا

کیا کہیئے کیسی کیفیت غرب و شرق تھی
یعنی جبینِ شام پسینے میں غرق تھی

زینبؑ، امورِ امرِ الٰہی کی جوت ہے
زینبؑ، فصیلِ جبر میں بھی حق کی صوت ہے
زینبؑ، یزیدیت کے ارادوں کی موت ہے
زینبؑ، نہ ہو تو مقصدِ شبیرؑ فوت ہے

بیعت کا ذکر جس نے کیا تھا امامؑ سے
زینبؑ، زبان کاٹ کے لائی وہ شام سے

وسیلہ

اَوجِ کمال، حُسنِ کرامات پانچ ہیں
جن سے خُدا ملا ہے وہ آیات پانچ ہیں
آدم کی جن کے صدقے میں توبہ ہوئی قبول
قرآن کہہ رہا ہے وہ کلمات پانچ ہیں

سورہ بقرہ آیت نمبر ۳۷ کی طرف اشارہ ہے فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے (اِن کی برکت سے) اللہ تعالےٰ نے حضرت آدمؑ (کے اُس بے محل فعل) سے درگذر کیا۔

اِس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولؐ پاک سے پوچھا: وہ کلمات کون سے تھے جو حضرت آدمؑ نے اللہ تعالیٰ سے سیکھے اور سوال کیا تھا اور ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اُن سے درگذر کیا تھا؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا سألہ بحق محمّد و علی و فاطمة والحسن والحسین الّا تبت علّیّ فتاب علیہ کہ حضرت آدمؑ نے اللہ تعالیٰ کو پنجتن پاک، محمّدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے حق کا واسطہ دے کر سوال کیا کہ مجھ سے درگذر فرما تو اللہ تعالےٰ نے اُن سے درگذر

فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں: امالی شیخ صدوقؒ مجلس ۱۸ صفحہ ۷۰۔ الخصال صفحہ ۱۳۰۔ معانی الاخبار صفحہ ۴۲۔ بحار الانوار جلد ۲۶ صفحہ ۳۲۴۔ اور کتب اہلسنّت میں سے تفسیر الدر المنثور جلد ۱ صفحہ ۶۔ ینابیع المودة صفحہ ۹۷، اور مناقب علی بن ابی طالبؑ لابن مغازلی صفحہ ۶۳ پر بھی یہ روایت درج ہے۔

سَعۡیُکُمۡ مَّشۡکُوۡرًا

سنو، اُن کی رگوں میں ذی تقدّس خون ہوتا ہے
وہ جب بھی جو بھی کہہ دیں دین کا قانون ہوتا ہے
یہ اہلِ بیتِؑ احمدؐ کو ملا ہے مرتبہ شوکت
کرم بندوں پہ کرتے ہیں، خُدا ممنون ہوتا ہے

سورہ دہر کی آیت نمبر ۲۲ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمۡ جَزَآءً وَّكَانَ سَعۡيُكُمۡ مَّشۡكُوۡرًا۔ کی ترجمانی کی گئی ہے۔ مکمّل سورہ دہر اہل بیت علیہم السّلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ کتب اہل سنّت میں درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

شواہد التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۹۸۔ کفایة الطالب صفحہ ۳۴۵۔ تذکرة الخواص صفحہ ۲۱۲ نور الابصار صفحہ ۱۰۲۔ تفسیر الکشاف جلد ۴ صفحہ ۶۷۰۔ تفسیر روح المعانی جلد ۲۹ صفحہ ۱۵۷۔ تفسیر الکبیر جلد ۱۳ صفحہ ۲۴۳۔ اسباب النزول صفحہ ۲۹۶۔ فتح القدیر جلد ۵ صفحہ ۳۴۹۔ تفسیر الدر المنثور جلد ۶ صفحہ ۲۹۹۔ ذخائر العقبیٰ صفحہ ۸۸۔ مطالب السؤول جلد ۱ صفحہ ۸۸۔ العقد الفرید جلد ۵ صفحہ ۹۶۔ تفسیر الخازن جلد ۷ صفحہ ۶۹۔ التفسیر البیضاوی جلد ۵ صفحہ ۱۶۵۔ تفسیر النسفی جلد ۴ صفحہ ۳۱۸۔ فرائد السمطین جلد ۱ صفحہ ۵۳ حدیث ۳۸۳

سفینۂ نجات

مکّے میں بیٹھ جا کہ مدینے میں بیٹھ جا
شوقِ نجات لے کے تو سینے میں بیٹھ جا
بچنا ہے گر تلاطمِ میدانِ حشر سے
تو اہلِ بیتؑ حق کے سفینے میں بیٹھ جا

ے یہ مطلب حدیثِ سفینہ سے ماخوذ ہے۔ رسولؐ پاک فرماتے ہیں مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا و من تخلّف عنھا غرق یہ حدیث باختلاف الالفاظ درج ذیل کتب اہلسنّت میں مرقوم ہے۔ حلیۃ الاولیاء جلد ۴ صفحہ ۳۰۶ مناقب علیؑ للمغازلی صفحہ ۱۳۲ حدیث نمبر ۱۷۳۔ ذخائر العقبیٰ صفحہ ۲۰۔ مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۱۶۸۔ الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۲۔ الفتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۳۳۔ فرائد السمطین جلد ۲ صفحہ ۲۴۶۔ کفایۃ الطالب صفحہ ۳۷۸۔ المعجم الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۲۔ الصواعق المحرقہ صفحہ ۹۱ اور شیعہ کتب میں بشارۃ المصطفیٰ صفحہ ۸۸۔ امالی شیخ طوسی صفحہ ۵۹ وغیرہ

ساتھ

محشر تک نہ ہوں گے جُدا، ساتھ ساتھ ہیں
اِک دُوسرے پہ ہوں گے فِدا، ساتھ ساتھ ہیں
قرآن پڑھ کے نیزے پہ شہؑ نے بتا دیا
قرآن و اہلِ بیتؑ سدا، ساتھ ساتھ ہیں

ے : فرمانِ نبویؐ ہے انّی تارک فیکم الثقلین، کتاب اللہ و عترتی اھلبیتی ما ان تمسّکتم بھما لن تضلّوا بعدی و لن یفترقا حتیٰ یردا علیّ الحوض یہ حدیث کتب فریقین میں حدیث ثقلین کے نام سے درج ہے، آنحضرت نے فرمایا: میں تمہارے درمیان دو گراں بہا چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید اور دوسری میری عترت یعنی میرے اہلِ بیتؑ اگر تم اِن دونوں سے متمسّک رہو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے ولن یفترقا حتیٰ یردا علیّ الحوض اور یہ دونوں (قرآن و اہلبیتؑ) ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر (قیامت کے دن) وارد ہوں گے۔

یہ حدیث درج ذیل کتب اہل سنّت میں باختلاف الفاظ موجود ہے۔

فرائد السمطین جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۔ الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۴۸۔ اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۱۳۔ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۱۵۴۔ صحیح الترمذی جلد ۵ صفحہ ۳۲۹

سندِ حدیثِ کساء

علامہ محمد باقر المجلسیؒ صاحب بحارالانوار کے شاگرد رشید علامہ شیخ عبداللہ بحرانیؒ نے اپنی کتاب عوالم العلوم کی جلد نمبر ۱۱ میں حدیث کساء کے متن کو نہایت قوی اسناد کے ساتھ درج فرمایا ہے۔

سند میں اُن مشہور و معروف بزرگ، صاحب اجازہ شیعہ علماء کرام و آیاتِ عظام کے نام ہیں جو مذہب شیعہ خیرالبریہ کے ستون سمجھے جاتے ہیں۔

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی شہاب الدین نجفی مرعشیؒ نے اس سندِ متصل کو احقاق الحق میں درج فرمایا ہے۔

ہم یہ متن حدیثِ کساء اور سند اُن کی کتاب احقاق الحق سے لکھ رہے ہیں۔

علامہ شیخ عبداللہ بحرانیؒ صاحب عوالم العلوم نے روایت کی ہے۔

علامہ سید ہاشم حسینی بحرانیؒ صاحب تفسیر البرہان سے

انہوں نے اپنے استاد علامہ سید ماجد بحرانیؒ سے

انہوں نے علامہ شیخ حسن بن زین الدین شہید ثانیؒ سے

انہوں نے علامہ مقدس اردبیلیؒ سے

انہوں نے علامہ شیخ علی بن عبدالعالی الکرکیؒ سے

انہوں نے علامہ شیخ بن ہلال الجزائریؒ سے

انہوں نے علامہ احمد بن فہد حلیؒ سے

انہوں نے علامہ علی بن الخازن الحائریؒ سے

انہوں نے علامہ شیخ ضیاالدینؒ علی پسر شہید اوّل سے

انہوں نے اپنے والد شیخ شمس الدینؒ شہید اوّل سے

انہوں نے فخر المحققین علامہ حلیؒ سے

انہوں نے اپنے والد علامہ یوسف بن المطہر سے

انہوں نے اپنے استاد علامہ نجم الدین جعفر بن حسنؒ صاحب شرائع الاسلام سے

انہوں نے اپنے استاد علامہ ابن نما حلیؒ سے

انہوں نے علامہ محمد ادریس حلیؒ سے

انہوں نے علامہ ابنِ حمزہ طوسیؒ صاحب الثاقب فی المناقب سے

انہوں نے اپنے استاد علامہ محمد بن شہر آشوب سے

انہوں نے علامہ احمد بن علی طبرسیؒ صاحب الاحتجاج سے

انہوں نے اپنے استاد علامہ حسن بن محمد طوسیؒ سے

انہوں نے اپنے والد شیخ الطائفہ علامہ شیخ طوسیؒ سے

انہوں نے اپنے استاد علامہ شیخ مفیدؒ سے

انہوں نے اپنے استاد علامہ ابنِ قولویہ قمیؒ سے

انہوں نے اپنے استاد علّامہ محمّد بن یعقوب کلینیؒ سے

انہوں نے علّامہ علی بن ابراہیمؒ قمیؒ سے

انہوں نے اپنے والد علّامہ ابراہیمؒ بن ہاشم سے

انہوں نے علّامہ احمد بن محمّد بن آبی نصر البزنطیؒ سے

انہوں نے علّامہ قاسم بن یحیی الجلاء الکوفیؒ سے

انہوں نے حضرت اُبو بصیرؒ سے

انہوں نے حضرت اُبان بن تغلبؒ سے

انہوں نے حضرت جابر بن یزید جعفیؒ سے

انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؒ سے

اور انہوں نے مخدومۂ کونین، صدّیقۂ دارین حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا وعلیٰ ابیہا وبعلہا وبنیہا، سے روایت کی ہے۔

حدیثِ کساء

صبا یہ کر مجھ پہ مہربانی کہ باسیانِ فلک سے کہدے
ذرا گلستانِ خلد جا کر، کلی کلی کی مہک سے کہدے
وہاں پہ موجود حور و غلمان اور ہر اک ملک سے کہدے
بشر بشر کو پیام دیدے، نظر نظر کی چمک سے کہدے
سبھی کریں دم بخود توجّہ میں شانِ آلِ عبا سناؤں
زباں کو کوثر سے پاک کر کے تمہیں حدیثِ کسا سناؤں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ فَاطِمَۃَ
الزَّہْرَآءِ عَلَیْہَا السَّلَامُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ
سَمِعْتُ فَاطِمَۃَ اَنَّہَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ اَبِیْ رَسُوْلُ
اللّٰہِ فِیْ بَعْضِ الْاَیَّامِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکِ
یَا فَاطِمَۃُ فَقُلْتُ عَلَیْکَ السَّلَامُ

قَالَ اِنِّیْٓ اَجِدُ فِیْ بَدَنِیْ ضُعْفًا فَقُلْتُ لَہٗ
اُعِیْذُکَ بِاللّٰہِ یَا اَبَتَاہُ مِنَ الضُّعْفِ فَقَالَ یَا فَاطِمَۃُ
اِیْتِیْنِیْ بِالْکِسَآءِ الْیَمَانِیِّ فَغَطِّیْنِیْ بِہٖ فَاَتَیْتُہٗ
بِالْکِسَآءِ الْیَمَانِیِّ فَغَطَّیْتُہٗ بِہٖ وَصِرْتُ اَنْظُرُ
اِلَیْہِ وَاِذَا وَجْہُہٗ یَتَلَاْلَؤُ کَاَنَّہُ الْبَدْرُ فِیْ
لَیْلَۃِ تَمَامِہٖ وَکَمَالِہٖ

جنابِ صدیقہ فاطمہؑ نے، ہے آپ جابرؓ کو یہ بتایا
کہ ایک دن، اِک حیاء کا پیکر، بقاء کا پیغام لے کے آیا
نبیؐ کونین، میرا بابا، خدا کا نور اپنے ساتھ لایا
مرے طہارت کدے پہ جیسے کیا ہو ابرِ کرم نے سایہ
خدا کے محبوب مصطفےٰ نے دیا یہ اعلیٰ مقام مجھ کو
لبِ مبارک کو دے کے جنبش کیا ادب سے سلام مجھ کو
کہا رسالت مآبؐ نے اے بتولؑ! کر دے یہ مہربانی
میں ضعف محسوس کر رہا ہوں، مجھے اوڑھا دے کسا یمانی
اُٹھا کے میں نے وہ پاک چادر، عظیم بابا کے تن پہ تانی
نبیؐ کا پُر نور ایسا چہرہ، شبِ دو ہفتہ کی اِک کہانی
نبیؐ نے زہراؑ سے لے کے چادر زمانے بھر کو بتا دیا ہے
ردائے زہراؑ کی ہے وہ برکت کہ جس میں احمدؐ کو بھی شفا ہے

فَمَا كَانَتْ اِلَّا سَاعَةً وَّاِذَا بِوَلَدِيَ الْحَسَنُ قَدْ
اَقْبَلَ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّاهُ فَقُلْتُ وَعَلَيْكَ
السَّلَامُ يَا قُرَّةَ عَيْنِيْ وَثَمَرَةَ فُؤَادِيْ فَقَالَ يَا اُمَّاهُ
اِنِّيْ اَشَمُّ عِنْدَكِ رَائِحَةً طَيِّبَةً كَاَنَّهَا رَائِحَةُ
جَدِّيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

فَقُلْتُ نَعَمْ اِنَّ جَدَّكَ تَحْتَ الْكِسَاءِ فَاَقْبَلَ
الْحَسَنُ نَحْوَ الْكِسَاءِ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا جَدَّاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اَدْخُلَ
مَعَكَ تَحْتَ الْكِسَاءِ قَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ
يَا وَلَدِيْ وَيَا صَاحِبَ حَوْضِيْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ
فَدَخَلَ مَعَهُ تَحْتَ الْكِسَاءِ

بس ایک لمحے کے بعد آیا مرا نفیس الکلام بیٹا
زمانے بھر سے حسنؑ مدبّر، عظیم ناصح، امام بیٹا
کیا جو اُس نے سلام میں نے کہا بصد احترام بیٹا
میری نگاہوں کے نورِ دل کے ثمر علیک السلام بیٹا

حسنؑ ہوئے اس طرح سے گویا نبیؐ کے قدموں کو چومتا ہوں
بتائیں امّاں کہاں ہیں نانا میں اُن کی خوشبو کو سونگھتا ہوں

بتایا میں نے تمہارے نانا وہ سامنے ہیں ردا کے نیچے
کیا حسنؑ نے سلام اُن کو ادب سے آنکھیں جھکا کے نیچے
پھر اُس نے خیر الوریٰ سے پوچھا یہ ظلِّ ربِّ عُلیٰ ہے نیچے
حضورؐ اگر مجھ کو ہو اجازت تو میں بھی آؤں کسا کے نیچے

رسولؐ بولے کہ حوضِ کوثر کے صاحبِ اختیار تم ہو
سلام تم پر ضرور آؤ مرے چمن میں بہار تم ہو

فَمَا كَانَتْ اِلَّا سَاعَةً وَّاِذَا بِوَلَدِيَ الْحُسَيْنِ قَدْ
اَقْبَلَ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّاهُ فَقُلْتُ
وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِيْ وَيَا قُرَّةَ عَيْنِيْ وَثَمَرَةَ
فُؤَادِيْ فَقَالَ لِيْ يَا اُمَّاهُ اِنِّيْ اَشَمُّ عِنْدَكِ رَائِحَةً
طَيِّبَةً كَاَنَّهَا رَائِحَةُ جَدِّيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

فَقُلْتُ نَعَمْ اِنَّ جَدَّكَ وَاَخَاكَ تَحْتَ الْكِسَاءِ فَدَنٰى
الْحُسَيْنُ نَحْوَ الْكِسَاءِ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا جَدَّاهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنِ اخْتَارَهُ اللّٰهُ اَتَاْذَنُ
لِيْ اَنْ اَدْخُلَ مَعَكُمَا تَحْتَ الْكِسَاءِ فَقَالَ وَعَلَيْكَ
السَّلَامُ يَا وَلَدِيْ وَيَا شَافِعَ اُمَّتِيْ قَدْ اَذِنْتُ
لَكَ فَدَخَلَ مَعَهُمَا تَحْتَ الْكِسَاءِ

ہوئی تھی کچھ دیر، گھر کے اندر وہ عرشِ اعظم کا زین آیا
وہ دِل کا میوہ، نظر کی ٹھنڈک حسنؑ کا بھائی حسینؑ آیا
کِیا جو اُس نے سلام مجھ کو مِری طبیعت کو چین آیا
دِیا جوابِ سلام مَیں نے جو ہے مِرا نورِ عین آیا
حسینؑ بولے فضا معطّر ہے لگ رہا ہے یہاں ہیں نانا
کہ بُوئے فردوس آ رہی ہے بتائیں امّاں کہاں ہیں نانا؟
بتایا میں نے کِسا کے نیچے حسنؑ ہیں اور انبیاؑ کا مایہ
درودِ آلِ رسولؐ پڑھ کے، حسینؑ نانا کے پاس آیا
سَلام کر کے اَدب سے قدموں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بتایا
مِرا بھی دِل ہے مجھے میسّر ہو آج نانا کِسا کا سایہ
رسولِؐ برحق نے پھر صدا دی، ہماری آنکھوں کے نور آؤ
کروگے اُمّت کی حشر کے روز، تم شفاعت ضرور آؤ

فَاَقْبَلَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَبُوالْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ
طَالِبٍ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكِ يَابِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
فَقُلْتُ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَآاَبَا الْحَسَنِ وَيَا اَمِيْرَ
الْمُؤْمِنِيْنَ فَقَالَ يَافَاطِمَةُ اِنِّيْٓ اَشَمُّ عِنْدَكِ
رَآئِحَةَ اَخِيْ وَابْنِ عَمِّيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

فَقُلْتُ نَعَمْ هَاهُوَ مَعَ وَلَدَيْكَ تَحْتَ الْكِسَآءِ
فَاَقْبَلَ عَلِيٌّ نَحْوَ الْكِسَآءِ وَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اَكُوْنَ مَعَكُمْ
تَحْتَ الْكِسَآءِ

پھر ایک لمحے کے بعد گھر میں امینِ رازِ وحی کو دیکھا
کھڑی ہوئی احترام کو میں ہویدا نورِ علیؑ کو دیکھا
علیؑ نے مجھ پر سلام بھیجا تو میں نے نورِ جلی کو دیکھا
کہا علیکَ السّلام میں نے مسرّتوں سے ولی کو دیکھا
علیؑ یہ بولے مکاں میں خوشبو بسی ہے کیا مصطفٰےؐ مکیں ہیں؟
ہمارا دل ہم سے کہہ رہا ہے تمہارے بابا یہیں کہیں ہیں
کہا یہ میں نے کسا کے نیچے، سجی ہوئی انجمن وہاں ہے،
ہمارے جنّت نظیر گھر میں، بنی ہوئی اِک عدن وہاں ہے،
اسی لئے ہے فضا معطّر، کہ نوریوں کا چمن وہاں ہے،
رسولؐ بھی ہیں، حسینؑ بھی ہے، ہمارا بیٹا حسنؑ وہاں ہے
علیؑ، نبیؐ کے قریب جا کر، ادب سے بولے سلام آقا
کِسا میں آنے کو جی ہے چاہتا، مجھے عطا ہو مقام آقا

قَالَ لَهٗ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا اَخِىْ وَيَا وَصِيِّىْ
وَخَلِيْفَتِىْ وَصَاحِبَ لِوَآئِىْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ
فَدَخَلَ عَلِىٌّ تَحْتَ الْكِسَآءِ

ثُمَّ اَتَيْتُ نَحْوَ الْكِسَآءِ وَقُلْتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا اَبَتَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِىْ اَنْ اَكُوْنَ
مَعَكُمْ تَحْتَ الْكِسَآءِ قَالَ وَعَلَيْكِ السَّلَامُ
يَا بِنْتِىْ وَيَا بَضْعَتِىْ قَدْ اَذِنْتُ لَكِ فَدَخَلْتُ
تَحْتَ الْكِسَآءِ

علیؑ سے خیر الوریٰؐ یہ بولے، مزاجِ رحمت کی زندگی ہو
مرے علمدار، مومنوں کے اُداس لمحوں میں تم ہنسی ہو
ہو فضل و رحمت کا تم صحیفہ، مرے خلیفہ، اخی، وصی ہو
کسا میں آنے سے کون روکے تمہیں کہ اللہ کے تم ولی ہو

کہا نبیؐ نے مری طرح سے جہاں میں عالی مقام تم ہو
کہ دو جہاں کا رسولؐ میں ہوں تو دو جہاں کے اِمام تم ہو

بتولؑ کہتی ہیں پھر میں بابا کے پاس جا کے ادب سے بولی
سَلام کر کے رسُولِ حق کو، رسولؐ عالی نسب سے بولی
مجھے اجازت ہے مَیں بھی آؤں یہ شہنشاہِ عرب سے بولی
اِس انجمن میں جگہ عطا ہو مَیں بے سہاروں کے ربّ سے بولی

رسولؐ بولے سَلام تم پر مَیں آج ختمُ الرسُل نہ ہوتا
کِسا سَجی ہی ترے لیے ہے تو جُز نہ ہوتی مَیں کُل نہ ہوتا

فَلَمَّا اكْتَمَلْنَا جَمِيعًا تَحْتَ الْكِسَاءِ اَخَذَ اَبِي
رَسُوْلُ اللّٰهِ بِطَرَفِي الْكِسَاءِ وَاَوْمٰى بِيَدِهِ
الْيُمْنٰى اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰؤُلَآءِ
اَهْلُ بَيْتِي

وَخَآصَّتِي وَحَآمَّتِي لَحْمُهُمْ لَحْمِي وَدَمُهُمْ
دَمِي يُؤْلِمُنِي مَا يُؤْلِمُهُمْ وَيَحْزُنُنِي مَا يَحْزُنُهُمْ
اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِّمَنْ
سَالَمَهُمْ وَعَدُوٌّ لِّمَنْ عَادَاهُمْ وَمُحِبٌّ
لِّمَنْ اَحَبَّهُمْ

بتولؑ کرتی ہیں پھر روایت، کسا میں ہم پانچ گلبدن تھے
رسولؐ، حسنینؑ، مرتضیٰؑ ہیں، کسا کے سائے میں پنجتن تھے
نبیؐ نے تھامے جو میری چادر کے دو کنارے تو خندہ زن تھے
فلک کی جانب کیا اشارہ، لبوں پہ یہ لفظ موجزن تھے

الٰہی تو، رحمتوں کو اپنی اُتار ان پر سمیت میرے

علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ، زہراؑ یہی ہیں بس اہلبیتؑ میرے

میں ان کا حامی، یہ میرے حامی، انہیں سے وحدت کی آبرو ہے

جو لحم ان کا وہ لحم میرا، لہو جو ان کا، مرا لہو ہے

انہیں جو دکھ دے مجھے وہ دکھ دے، عدو جو ان کا مرا عدو ہے

یہ جن سے نالاں ہیں اُن سے نالاں، جو ان کو چاہے وہ سرخرو ہے

کریں جو اِن سے صلح، انہیں سے مجھے صلح کی اُمنگ ہو گی

جو اِن سے جب اور جہاں لڑے گا، حقیقتاً مجھ سے جنگ ہو گی

إِنَّهُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ فَاجْعَلْ صَلَوَاتِكَ
وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَغُفْرَانَكَ وَرِضْوَانَكَ
عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ وَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ
طَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا

فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا مَلَائِكَتِيْ وَيَا سُكَّانَ
سَمَاوَاتِيْ

یہ سب ہیں مجھ سے، میں ہوں انہیں سے تو بھیج خالق درود ہم پر
تو اپنی برکت اور اپنی رحمت کا بے بہا کر ورود ہم پر
تو رحمتیں بے حساب کر دے، نہ باندھ یارب حدود ہم پر
یہی دعا ہے کہ ہو نہ طاری، ترے کرم کا جمود ہم پر
ہمیں جو خود سا سمجھ رہے ہیں تو، اُن کی فکروں کو چاک رکھنا
طہارتوں کو ہو ناز ہم پر کچھ اس طرح ہم کو پاک رکھنا
نبیؐ نے زیرِ کسا، جو مانگی دعائے رحمت اذان والو
بلندیوں پر خدائے برحق نے یہ کہا اے جہان والو
میں آج اعلان کر رہا ہوں، سنو مرے آسمان والو
تم اپنی خلقت کا راز سن لو فلک پہ نوری مکان والو
ہر ایک طاقت نے کی توجہ کہ حق حقیقت بتا رہا ہے
یہ بات اتنی اہم ہے خالق قسم خود اپنی ہی کھا رہا ہے

إِنِّي مَا خَلَقْتُ سَمَاءً مَبْنِيَّةً وَلَا أَرْضًا
مَدْحِيَّةً وَلَا قَمَرًا مُنِيرًا وَلَا شَمْسًا مُضِيئَةً
وَلَا فَلَكًا يَدُورُ وَلَا بَحْرًا يَجْرِي وَلَا فُلْكًا
يَسْرِي إِلَّا فِي مَحَبَّةِ هٰؤُلَاءِ الْخَمْسَةِ الَّذِينَ
هُمْ تَحْتَ الْكِسَاءِ

فَقَالَ الْأَمِينُ جَبْرَائِيلُ يَا رَبِّ وَمَنْ تَحْتَ
الْكِسَاءِ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ هُمْ أَهْلُ بَيْتِ
النُّبُوَّةِ وَمَعْدِنُ الرِّسَالَةِ

بزرگ و برتر خدا یہ بولا، نہ آسماں کی یہ چھت سجاتا
نہ ہوتا سُورج دمکنے والا، نہ چاند کو پُرضیا بناتا
ہواؤں کی یہ ہوا نہ ہوتی، کبھی نہ فرشِ زمیں بچھاتا
نہ میں سمندر کو خلق کرتا، نہ اُس کی موجوں میں جوش آتا
نبیؐ نہ ہوتے، مَلک نہ ہوتے، نہ خُلد ہوتی، چمن نہ ہوتے
غرض کہ کوئی بھی شے نہ ہوتی، اگر مرے پنجتنؑ نہ ہوتے
امینِ رُوحِ وحی نے پُوچھا، یہ کون ہیں ذی مقام یارب؟
عجب ذواتِ مُقدسہ ہیں، تو اِن پہ بھیجے سلام یارب
وہ جن کی خاطر زمیں بنی ہے، فلک نے پایا قیام یارب
ہماری تخلیق جن کا احساں، بتا دے اُن سب کے نام یارب
جوابِ قدرت ہلا فرشتو! یہی نُبوّت کا ہے خزانہ
یہ میری پہچان کا ذریعہ، یہی محمّدؐ کا ہے گھرانہ

ھُمْ فَاطِمَةُؑ وَاَبُوْھَا وَبَعْلُھَا وَبَنُوْھَا

فَقَالَ جِبْرَائِیْلُ یَارَبِّ اَتَاذَنُ لِیْ اَنْ اَھْبِطَ اِلَی الْاَرْضِ لِاَکُوْنَ مَعَھُمْ سَادِسًا فَقَالَ اللّٰهُ نَعَمْ قَدْ اَذِنْتُ لَكَ فَھَبَطَ الْاَمِیْنُ جِبْرَائِیْلُ وَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْعَلِیُّ الْاَعْلٰی یُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَیَخُصُّكَ بِالتَّحِیَّةِ وَالْاِکْرَامِ

کسا کے سائے میں کون ہیں؟ جو خدا قصیدہ سُنا رہا ہے
یہ فاطمہؑ ہیں، یہ اُن کے بابا، خدا تعارف کرا رہا ہے
یہ اُن کا شوہر، یہ اُن کے بیٹے، ملائکہ کو دکھا رہا ہے
بتولؑ کے نام سے تعارف کرا کے سب کو بتا رہا ہے
بس اہلبیتِ نبیؐ وہی ہیں جو پنجتنؑ میں شمار ہوں گے
وہ اہلبیتؑ رسولؐ ہیں جو بتولؑ کے رشتہ دار ہوں گے
یہ جبرئیل امین بولے، حضورِ اللہ سر جھکا کر
اگر اجازت ہو مجھ کو خالق تو میں ملوں پنجتنؑ میں جا کر
ملی اجازت تو سر جھکایا، ملک نے بیتُ النّبیؐ پہ آکر
قریب آکر، سلام کر کے، ادب سے بولے یہ مُسکرا کر
کہ اہلبیتؑ رسولِ اکرمؐ! ہر ایک عزت تمام تم پر
خدائے برحق کا، آسماں سے ہوں لے کے آیا سلام تم پر

وَيَقُوْلُ لَكَ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ اِنِّيْ مَا خَلَقْتُ
سَمَآءً مَّبْنِيَّةً وَّلَآ اَرْضًا مَّدْحِيَّةً وَّلَا قَمَرًا
مُّنِيْرًا وَّلَا شَمْسًا مُّضِيْئَةً وَّلَا فَلَكًا
يَّدُوْرُ وَلَا بَحْرًا يَّجْرِيْ وَلَا فُلْكًا يَّسْرِيْ
اِلَّا لِاَجْلِكُمْ وَمَحَبَّتِكُمْ

وَقَدْ اَذِنَ لِيْ اَنْ اَدْخُلَ مَعَكُمْ فَهَلْ تَاْذَنُ
لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَعَلَيْكَ
السَّلَامُ يَا اَمِيْنَ وَحْيِ اللّٰهِ اِنَّهٗ نَعَمْ قَدْ
اَذِنْتُ لَكَ فَدَخَلَ جِبْرَآئِيْلُ مَعَنَا تَحْتَ
الْكِسَاءِ

خدا یہ فرما رہا ہے تم سے نہ میں یہ دونوں جہاں بناتا
ردائے خاکی زمیں کو دیتا، نہ نیلگوں آسماں بناتا
چمکتا سورج، دمکتا مہتاب اور نہ آبِ رواں بناتا
مجھے قسم اپنی عظمتوں کی کسی بھی شے کو کہاں بناتا
میں اب تلک جو بنا چکا ہوں، بنا رہا ہوں، جو اب بنے گا
تمہاری خاطر یہ سب بنا ہے، تمہارے صدقے میں سب بنے گا
خدا نے دی ہے مجھے اجازت، کسا کے سائے میں سر جھکا لوں
اگر اجازت جناب دے دیں تو آج اِس مرتبے کو پا لوں
میں اپنی تخلیق کے گواہوں کی بزم میں زندگی سجا لوں
کِسا کی نسبت سے عرش والوں میں خود کو میں محترم بنا لوں
ملی اجازت چلا وہ جبریلؑ، ہر کرن پر درود پڑھ کے
کِسا میں روح الامین آئے، تو پنجتنؑ پر درود پڑھ کے

فَقَالَ لِاَبِیْ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَوْحٰی اِلَیْکُمْ یَقُوْلُ
اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ
اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا

فَقَالَ عَلِیٌّ لِاَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنِیْ مَا
لِجُلُوْسِنَا ھٰذَا تَحْتَ الْکِسَآءِ مِنَ
الْفَضْلِ عِنْدَ اللّٰہِ

بتولؑ کہتی ہیں پھر یہ روح الامین بولے کسا میں آ کر
قسم خدا کی عظیم خالق وحی یہ کرتا ہے آپ سب پر
مرا ارادہ ہے میں بنادوں تمہیں طہارت کدوں کا پیکر
تمہاری عصمت مسلّمہ ہو، نجاستیں تم سے دُور پھیر
مزاجِ عصمت کا قرب پا کر موالی ہی متّقی بنیں گے
تمہاری دہلیز کے سوالی زمانے بھر کے ولی بنیں گے
علیؑ نے پُوچھا حضورؐ آخر یہ نُور کا انتظام کیا ہے؟
یہ پنجتنؑ کی حسین محفل، یہ دلنشیں اہتمام کیا ہے؟
ذرا بتائیں کسا کے سائے میں بیٹھنے کا مقام کیا ہے؟
خُدا کے نزدیک کیا فضیلت ہے اس کی اور احترام کیا ہے؟
رسُولؐ بولے، قسم اُسی کی مجھے ہے جس نے نبیؐ بنایا
جو یہ حدیثِ کسا پڑھے گا اُسی پہ ہوگا کسا کا سایہ

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَالَّذِیْ
بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ نَبِیًّا وَّاصْطَفَانِیْ بِالرِّسَالَۃِ
نَجِیًّا مَّا ذُکِرَ خَبَرُنَا ہٰذَا فِیْ مَحْفِلٍ مِّنْ مَّحَافِلِ
اَہْلِ الْاَرْضِ وَفِیْہِ جَمْعٌ مِّنْ شِیْعَتِنَا وَ
مُحِبِّیْنَا اِلَّا وَنَزَلَتْ عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃُ وَحَفَّتْ
بِہِمُ الْمَلَآئِکَۃُ وَاسْتَغْفَرَتْ لَہُمْ اِلٰٓی اَنْ یَّتَفَرَّقُوْا
فَقَالَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذًا وَّاللّٰہِ فُزْنَا وَفَازَ
شِیْعَتُنَا وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ فَقَالَ اِبِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یَا عَلِیُّ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ
بِالْحَقِّ نَبِیًّا وَاصْطَفَانِیْ بِالرِّسَالَۃِ نَجِیًّا
مَّا ذُکِرَ خَبَرُنَا ہٰذَا فِیْ مَحْفِلٍ مِّنْ مَّحَافِلِ اَہْلِ
الْاَرْضِ وَفِیْہِ جَمْعٌ مِّنْ شِیْعَتِنَا وَمُحِبِّیْنَا

جہاں جہاں بھی ہمارے مومن عقیدتوں سے پڑھا کریں گے
خدا کے لطف و کرم کے دریا، برائے رحمت دعا کریں گے
ملائکہ اُن کو گھیر لیں گے، بلند تر مرتبہ کریں گے
مودّتوں کے گلاب اُن کی عقیدتوں میں کھلا کریں گے
سلام، اُن کو یہ عرش والے اِسی کِسا کے سبب کریں گے
اگر موالی خطا کریں گے، فرشتے بخشش طلب کریں گے
سُنا جو سب کچھ، علیؑ یہ بولے ہمارے صدقے میں کُل جہاں ہے،
یہ بہتے دریا، یہ مہکے گُلشن، ہوا، زمین اور آسماں ہیں
خدائے برحق، رسولؐ سارے فرشتے، مومن پہ مہرباں ہیں
قسم ہے کعبے کے ربّ کی ہم بھی ہمارے شیعہ بھی کامراں ہیں
کرو توجّہ یہ کہنے والا، رسولؐ برحق کا جانشیں ہے
علیؑ کو اپنی اور اپنے شیعوں کی کامیابی پہ کیا یقیں ہے

وَفِيهِمْ مَهْمُومٌ إِلَّا وَفَرَّجَ اللهُ هَمَّهُ وَلَا
مَغْمُومٌ إِلَّا وَكَشَفَ اللهُ غَمَّهُ وَلَا طَالِبُ
حَاجَةٍ إِلَّا وَقَضَى اللهُ حَاجَتَهُ فَقَالَ عَلِيٌّ
عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذًا وَّاللهِ فُزْنَا وَسُعِدْنَا وَكَذٰلِكَ
شِيْعَتُنَا فَازُوْا وَسُعِدُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَرَبِّ الْكَعْبَةِ

حُسنِ حَسنؑ

جو دہر میں اَوصافِ الٰہی کا چمن ہے
اللہ کا بندہ ہے وہ سردارِ عدن ہے
ہے اُس کا بدن حُسنِ خداوند کا پیکر
شاید اِسی نسبت سے حَسین نام حسنؑ ہے

کمالِ فن

گر ارادہ ہو کہ اللہ کے فن کو دیکھو
اور قرآن کے ناسوتی بدن کو دیکھو
سب کمالات نظر آئیں گے لوگو اِس میں
آؤ آغوشِ محمدؐ میں حسنؑ کو دیکھو

تَنزِیل

اِسلام کے وجود کا اِمکان ہی نہ تھا
اِس دہر میں حُسینؑ کی تنزیل کے بغیر
شبّیرؑ ہے وہ مصحفِ ناطق، جو دوستو
زہراؑ کے گھر میں اُترا ہے جبریلؑ کے بغیر

عُمرِ دَراز

تخلیقِ کائنات کو دیکھا ہے بارہا،
شبّیرؑ، اِنتہا ہے خُدا کے کمال کی
جب تک خُدا رہے گا، رہے گی حُسینیت
کِتنی دَراز عُمر ہے زہراؑ کے لعل کی

تَمَسُّک

سَنگ بَاری سے اگر کوئی نبیؑ[1] زخمی ہو
اُس کو پرہائے ملائک سے دَوا ملتی ہے
کوئی معذور ہو، مجرُوح فرشتہ[2] شوکت
اُس کو شبّیرؑ کے جھُولے سے شفا ملتی ہے

---

[1] : حضرت نوح علیہ السّلام مُراد ہیں۔ حضرت نوحؑ کی تبلیغ کے ردِّ عمل میں لوگ انہیں اِس قدر پتھر مارتے تھے کہ حضرت نوحؑ اُن پتھروں میں چُھپ جاتے تھے اور رات کو حضرت جبرائیل آکر اپنے پروں کے ذریعے سے انہیں باہر نکالتے تھے اور پروں کو اُن پر پھیرتے تھے اور حضرت نوحؑ تندرست ہوجاتے تھے (تاریخ اسلام صفحہ ۱۵۰)

[2] : واقعہ فطرس کی طرف اِشارہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں (امالی شیخ صدوق مجلس ۲۸ صفحہ ۱۱۸۔ بحارالانوار جلد ۴۳ صفحہ ۲۵۱۔ الدمعۃ الساکبہ جلد ۱ صفحہ ۱۴) وغیرہ

اَنَا

دُنیا میں جو مُحبِّ شہِؑ مشرقین ہے
بے چینیوں کے دَور میں بھی اُس کو چین ہے
باطِل کے سَامنے نہ جُھکائے جو اپنا سر
سمجھو کہ اُس کے ذِہن کا مَالِک حُسینؑ ہے

پندارِ ولاء

قضا بھی کانپ جاتی ہے علیؑ کے ایک نعرے سے
مُصیبت میں مُحبّوں کے مُقدّر جیت جاتے ہیں
تمہیں یہ ہے غلط فہمی کہ تم ہم کو مِٹا دو گے
ہمارے ہاں تو لاکھوں سے بہتّر جیت جاتے ہیں

قَلَم

خوشی سے مَیں نے خریدا یہ غم حسینؑ کا ہے
مِرے وجود کی چھت پر، عَلَم حسینؑ کا ہے
کِسی یزید کی تعریف، کِس طرح لکھوں
یہ ہَاتھ میرا ہے لیکن، قلم حسینؑ کا ہے

فتحِ حُسینیتؑ

قبول اِس لئے نیزے کی نوک کی اُس نے
سرِ بُریدہ مِرا، دُشمنوں میں پست نہ ہو
وہ سَر اُٹھائے ہوئے قاتلوں سے کہتا ہے
حسینؑ ہوتا ہی وہ ہے جسے شکست نہ ہو

گِریہ

اُصولِ فطری پہ، یہ بے اُصول روتے ہیں
چُبھن میں خاروں کی، شاخوں پہ پُھول روتے ہیں
لگائیں اِس پہ بھی فتویٰ کہاں ہیں فتویٰ فروش
حُسینؑ، گود میں ہیں اور رسُولؐ روتے ہیں

ام الفضل بنت الحارث سے روایت ہے کہ میں ایک دن آنحضرتؐ کی خدمتِ اقدس میں گئی تو میں نے امام حسین علیہ السّلام کو (جو میرے پاس تھے) رسولؐ پاک کی گود میں دے دیا جب میں نے تھوڑی دیر کے بعد آنحضرتؐ کو دیکھا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے میں نے پوچھا یا رسولؐ اللہ آپؐ کیوں رو رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ابھی جبرئیلؑ میرے پاس آئے تھے اور اُس نے مجھے بتایا ہے کہ میری اُمّت میرے اِس فرزند کو عنقریب قتل کر دے گی میں نے کہا کہ اِسے؟ کہا کہ ہاں، اور میرے پاس اُس جگہ کی سُرخ مٹّی بھی ہے۔ (مستدرک الصحیحین جلد ۳ صفحہ ۱۷٦) یہ روایت باختلاف الفاظ روضتہ الشہداء باب ۷ صفحہ ۱۰۸ پر اور دیگر کتب میں بھی موجود ہے۔

حدّ

ضرورت گر نہ تھی تو پھر یہ ھَلْ مِنْ کے مقاصد کیا؟
ذرا سمجھو کہ اِس ضربِ زباں کی زد کہاں تک ہے؟
بشر، جنّ و مَلک آئے، ہزاروں انبیاؑ آئے
بتانا تھا، حُسینی سُلطنت کی حد کہاں تک ہے؟

انّ اول من اجاب سیّد الشھداء فی استغاثته بخطاب ھل من معین وھل من ناصر وھل من مغیث ربّ العزۃ جلّ جلاله فنادی اللہ تعالیٰ بنداء لبّیك لبّیك حجّتی علی جمیع خلقی فانا ناصرك ومعینك، ثم المجیبون لدعوته واستغاثته ارواح الانبیاء والأوصیاء والملائکة وارواح جمیع المؤمنین من ھذہ الامّة ومن سائر الامم الماضیة من الانس والجنّ

حضرت امام حسین علیہ السّلام نے جب میدانِ کربلا میں ھل من ناصر ینصرنا، ھل من معین یعیننا اور ھل من مغیث یغیثنا کا استغاثہ بلند فرمایا تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا: اے میری تمام مخلوق پر میری حجّت! میں حاضر ہوں تیری مدد و نصرت کرنے کے لئے میں تیرا ناصر و معین ہوں پھر اس کے بعد انبیاء کرام، اوصیاؑ تمام ملائکہ، تمام مؤمنین اور تمام انسان و جنّات کی موجودہ اور گذشتہ امتوں نے (بصورتِ ارواح) امام حسینؑ کے استغاثہ کا جواب دیا۔ اسرار الشہادت ۱۲دم ص ۲٦۹

نیازِ حسینؑ

ابنِ علیؑ کے سجدۂ والعصر کی قسم
توحید، رُوحِ عشق نمازِ حسینؑ ہے
اللہ اور حسینؑ میں رشتہ تو دیکھئے
یہ نذرِ اللہ ہے، وہ نیازِ حسینؑ ہے

نسبت

ہاں فاطمہؑ کے لعل نے وہ کام کر دیا،
گھڑیاں کٹیں گی، دینِ محمدؐ کی چین سے
چھپن برس حسینؑ، رہے ہیں رسولؐ سے
محشر تلک رسولؐ رہیں گے حسینؑ سے

حدیثِ نبویؐ حسین منی وانا من الحسین کی ترجمانی کی گئی ہے

تلاش

چشمہ ہے جس کے فیض کا جاری کدھر گیا
پُشتِ نبیؐ تھی جس کی سواری کدھر گیا
نوکِ سناں پہ جس نے سُنایا کلامِ حقے
قرآن ڈھونڈتا ہے وہ قاری کدھر گیا

ے حضرت امام حسین علیہ السلام کا نوکِ نیزہ پر سورۂ کہف کی آیات تلاوت فرمانے کا یہ واقعہ درج ذیل کتب میں موجود ہے۔
تظلم الزہرا صفحہ ۲۷۰، اور صفحہ ۳۱۲۔ بحار الانوار جلد ۴۵ صفحہ ۱۲۱۔ الارشاد جلد ۲ صفحہ ۱۱۷۔ مقتل ابی مخنف صفحہ ۱۷۵۔ در کربلا چہ گذشت صفحہ ۵۲۲۔ اسرار الشہادۃ صفحہ ۴۶۸

دلیلِ حیات

ہُوا ہے عشقِ خدا میں ایسا فنا، کہ پا کر بقاء کی منزل
اُٹھاؤ تاریخ حشر تک لَا یَمُوت ٹھہرا علیؑ کا بیٹا
سرِ بُریدہ سے نوکِ نیزہ پہ کبریا کا کلام پڑھ کے
شہید کی زندگی کا پہلا ثبوت ٹھہرا علیؑ کا بیٹا

؎ اِرشادِ خداوندی ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُونَ (البقرہ ۲: ۱۵۴) اور دوسرے مقام پر فرمایا: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (آل عمران: ۱۶۹)
مذکورہ دونوں آیتوں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں قتل ہو جانیوالے (شہید) زندہ ہوتے ہیں اور سرکار سیّدالشہدا حضرت امام حسین علیہ السّلام نے بعد از شہادت نوکِ سناں پر قرآن کی تلاوت فرما کر اس بیان کی دلیل فراہم کر دی۔ اِس کے علاوہ سرِ امام حسینؑ کا راہب سے کلام کرنا بھی معالی السبطین جلد۲ صفحہ ۱۳۹ پر موجود ہے۔

مزاجِ حُسینیتؑ

لبوں کی جُنبش سے مادّہ بے حسی کے پیکر کو کاٹ دینا
خطا کے پُتلے کو "حُر" بنانا، نظر سے پتھر کو کاٹ دینا
حُسینیتؑ کا تو چودہ صدیوں سے آج تک قاعدہ رہا ہے
بدن سے تیروں کو توڑ دینا، گلے سے خنجر کو کاٹ دینا

وجہِ قرأت

کم ظرف سقیفے والوں کی ہر چال کا پیکر کھُل جائے
تاریخ کے میزاں میں شوکتِ معصومؑ کا منصب تُل جائے
قرآن پڑھا تھا مولاؑ نے اِس واسطے نوکِ نیزہ پہ
نانا پہ جو رکھی دشمن نے ہذیان کی تہمت دُھل جائے

فراتِ چشم

رازق خدا ہے، دیتا ہے زہراؑ کا لاڈلا
بندوں سے ہر سلوک ہیں سالک حسینؑ ہے
تم نے تو اک فرات سے پانی نہیں دیا
اب ہر فراتِ چشم کا مالک حسینؑ ہے

خوفِ حق

اُس لامکاں کی ذات کا گھر بن گیا حسینؑ
پیکر ہیں تھا رسولؐ، مگر بن گیا حسینؑ
یہ صبر و حوصلہ، یہ شہادت ثبوت ہے
ہر دور کے یزید کا ڈر بن گیا حسینؑ

تکمیلِ زندگی

پانی، غمِ حسینؑ میں بہنے کا ہے سبب
کرتے ہیں لوگ آگ پہ ماتم بصد ادب
نوحے کی ہر صدا پہ، ہوائیں ہیں مضطرب
فرشِ عزا بھی خاک پہ بچھتا ہے روز و شب

چاروں پہ راج ہے، تو شۂ مشرقین کا
دراصل، زندگی پہ ہے قبضہ حسینؑ کا

عناصرِ اربعہ (آگ، ہوا، پانی، مٹی) کا عزاداریِ حسین علیہ السّلام سے تعلق بیان کیا گیا ہے کہ زندگی کا ہر عنصر کسی نہ کسی طور عزاداریِ حسینؑ سے وابستہ ہے۔ لہٰذا "زندہ" کہلوانے کا صحیح حقدار صرف وہی ہے جو حضرت امام حسین علیہ السّلام کا عزادار ہو۔

شوق

پھیلا رہا ہوں اِس لئے کشکولِ بندگی
سانسوں کو کربلا کی حرارت کا شوق ہے
جنّت کی اِحتیاج نہیں ہے مجھے تو بس
شہرِ حسینؑ تیری زیارت کا شوق ہے

ملاقات

زوّار، شہؑ کے، قہرِ الٰہی سے دُور ہیں
زہراؑ کے دِل کے واسطے وجہِ سرور ہیں
دیکھیں نہ اُن کو ہم یہ نظر کا قصور ہے
شبّیرؑ، زائرین سے ملتے ضرور ہیں

رسولؐ اور حسینؑ

جس نے دِل و نظر سے مودّت قبول کی
اُس نے بس ایک اشک میں جنّت وصول کی
دیدار جس نے کر لیا قبرِ حسینؑ کا
سمجھو اُسے ہوئی ہے، زیارت رسولؐ کی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں: انّ زائر الحسین بن علی زائر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ کہ امام حسین علیہ السّلام کی زیارت کرنے والا رسول پاک کا زائر ہوتا ہے (بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۷۷۔ المستدرک جلد ۲ صفحہ ۲۰۴)

ایک اور مقام پر فرمایا: فانّ زیارۃ الحسینؑ زیارۃ رسول اللہ کہ امام حسینؑ کی زیارت، رسولؐ اللہ کی زیارت ہے (کامل الزیارات صفحہ ۱۵۰۔ بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۷۷۔ المستدرک جلد ۲ صفحہ ۲۰۳)

طلب

جو تھے فنا کی زد میں، بقاء مانگنے لگے
جو لاعلاج تھے وہ دوا مانگنے لگے
خونِ حسینؑ پاک کی تاثیر دیکھئے
کرب و بلا سے لوگ شفاء مانگنے لگے

حضرت صادق آلِ محمدؐ کا فرمان ہے: فی طین قبر الحسین الشفاء من کلّ داءٍ وھو الدواء الاکبر، کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبرِ مطہر کی مٹی میں ہر بیماری کے لئے شفاء موجود ہے اور وہ (خاکِ کربلا) سب سے بڑی دوا ہے۔ (کامل الزیارات صفحہ ۲۷۵۔ المستدرک جلد ۲ صفحہ ۲۱۹۔ مصباح المتہجد صفحہ ۵۱۰، من لایحضرہ الفقیہ جلد ۲ صفحہ ۶۰۰)

دربارِ امامؑ

شوکت وہاں مخلوقِ خدا رد نہیں ہوتی
نادار کی، سائل کی صدا، رد نہیں ہوتی
اعزاز ہے دربارِ حسینؑ ابنِ علیؑ کا
شبیرؑ کے روضے پہ دعا، رد نہیں ہوتی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں إجابة الدعاء عند قبرہ کہ امام حسینؑ کی ضریح اقدس کے پاس جو دعا بھی مانگی جاتے وہ مستجاب ہوتی ہے (بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۶۹۔ امالی الطوسیؒ جلد ۱ صفحہ ۳۲۵ الوسائل جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۰)

حسینؑ کیا ہے؟

ولائے آلِ نبیؐ نہیں تو قیام ابتر، سجود ابتر
علیؑ سے بے حد کی حد بنائی تو دین کی سب حدود ابتر
وآلہٖ گر نہیں پڑھو گے، تو ہے نبیؐ پر درود ابتر
درود ابتر وہی پڑھے گا کہ جس کا ہو گا وجود ابتر

تمہیں کوئی حق نہیں کہ سوچو، رسولِ اکرمؐ کا زین کیا ہے؟
ہماری گھٹی میں حق علیؑ ہے یہ ہم سے پوچھو حسینؑ کیا ہے؟

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں: لاتصلّوا علیّ الصّلاۃ البتراء کہ مجھ پر ابتر یعنی دُم بریدہ درود نہ پڑھا کرو۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ابتر یعنی دُم بُریدہ درود کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا تقولون اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّد کہہ کر رک جاتے ہو (یہ ابتر درود ہے) بل قولوا اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّد وعلیٰ آلِ محمّد بلکہ یوں کہا کرو اللّٰھمّ صلّی علیٰ محمّد وعلیٰ آلِ محمّد

حوالہ کے لئے دیکھیے الصّواعق المحرقہ صفحہ ۱۴۶۔ رشفۃ الصادی صفحہ ۲۹

حسینؑ فطرت کی صبحِ صادق، حسینؑ عصمت کی شب سہانی
خدا احد ہے، حسینؑ واحد، نہ اُس کا ثانی نہ اِس کا ثانی
حسینؑ کا جو شباب لکھوں، تو ناز کرتی پھرے جوانی
حسینؑ کو گر حَسین کہہ دوں، تو حُسن پر ہے یہ مہربانی

حسینؑ یزداں کا اِک ہُنر ہے، حسینؑ دینِ خدا کا گھر ہے
حسینؑ کا ہے یہی تعارف، یہ علم کے در کے گھر کا در ہے

حسینؑ خالق کا ناز بھی ہے اور اُس کی اِک احتیاج بھی ہے
حسینؑ فطرس سے لے کے حُر تک، سبھی کے غم کا علاج بھی ہے
حسینؑ کے تذکرے پہ قدغن، یزیدیت کا مزاج بھی ہے
یزیدیت کو، حسینؑ! تیرے جہاد کا خوف آج بھی ہے

حبش کا ادنیٰ غلام ہی تھا کہ جَون عالی بنا دیا ہے
حسینؑ، اسلام کو خدا نے ترا سوالی بنا دیا ہے

حسینؑ خود کو، خدا کے ہونے کی سب سے بہتر دلیل کر دے
حسینؑ جلّ جلالہٗ کی جلالتوں کو جلیل کر دے
حسینؑ، دوشِ نبیؐ پہ آئے، تو اُن کا سجدہ طویل کر دے
حسینؑ میرا سخی ہے اِتنا کہ دین کو خود کفیل کر دے
حسینؑ احساس کی ہے شدت جو حر کو پل بھر میں نیک کر دے
حسینؑ جیسا ہے کون قائد کہ جو بہتّر کو ایک کر دے

حسینؑ وہ ہے کہ جس کے دادا کے گھر میں دینِ خدا پلا ہے
حسینؑ وہ ہے کہ جس کی دادی کو اب بھی کعبہ جھکا ہوا ہے
حسینؑ وہ ہے کہ جس کے نانا نے ہم کو دینِ خدا دیا ہے
حسینؑ وہ ہے کہ جس کی نانی کے خرچ پر دین چل رہا ہے
حسینؑ آتا ہے ایسے گھر میں جہاں طہارت کا سائباں ہو
حسینؑ ہوتا ہی وہ ہے جس کا پدر علیؑ ہو، بتولؑ ماں ہو

حسینؑ بولے تو پھر کتابِ وحی کو اپنا بیاں بنا دے
حسینؑ سوچے تو اپنے گھر میں کنیزِ زہراؑ کو ماں بنا دے
حسینؑ چاہے تو کربلا میں ضعیف کو بھی جواں بنا دے
حسینؑ دیکھے جہاں جہاں بھی جہاں بھی چاہے جہاں بنا دے
نہ وسعتِ ظرف ساتھ چھوڑے تو یہ سخی کائنات دیدے
جسے محمدؐ نہ ایک بخشے، حسینؑ اُس کو بھی سات دیدے

حسینؑ "ح" سے حسین ایسا کہ شاد و نازاں ہے کبریا بھی
حسینؑ میں "س" سروری کی، یہ مصطفٰےؐ بھی یہ مرتضٰیؑ بھی
حسینؑ میں "ی" ہے یاوری کی، حسینؑ اِسلام کی دعا بھی
حسینؑ میں ہے جو "ن" شامل، تو اِس کا مطلب ہے ناخدا بھی
یہ چار حرفوں کا لفظ کیا ہے، ستونِ دینِ رسولؐ کہیے
اِسے مزاجِ علیؑ سمجھیے اِسے خمیرِ بتولؑ کہیے

حضرت عبّاسؑ، معصومینؑ کی نظر میں

عبّاسؑ پنجتنؑ کی اطاعت کا نام ہے [1]
یہ میرِ کاروانِ شجاعت کا نام ہے [2]
ہر دور کے امام کو غازیؑ پہ ناز تھا [3]
عبّاسؑ، اعتمادِ امامت کا نام ہے [4]

[1] : حضرت صادقِ آلِ محمدؐ، زیارتِ حضرت عبّاسؑ علمدار میں یوں خطاب فرماتے ہیں: المطیع للہ ولرسولہٖ ولأمیرالمؤمنین والحسن والحسین صلّی اللہ علیھم وسلّم۔ کہ اے اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی اطاعت کرنے والے، امیرالمؤمنین اور حسنؑ وحسینؑ کی اطاعت کرنے والے، تجھ پر سلام ہو۔

بحارالانوار جلد ۹۸ صفحہ ۲۷۷، کامل الزیارات صفحہ ۲۵۶

[2] : مؤرخین لکھتے ہیں: انّہ کان رئیس الشجعان کہ حضرت عباسؑ دُنیا کے تمام شجاعان کے سردار تھے۔ ملاحظہ فرمائیں ناسخ التواریخ جلد ۶ صفحہ ۲۸۹

[3] : معصومین علیہم السلام نے حضرت عبّاسؑ کی بہت تعریف وتوصیف کی ہے۔ اور معصوم کبھی بھی کسی کی بے جا تعریف نہیں کرتے اور نہ ہی تعریف میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں بلکہ وہ استحقاق کو مدّنظر رکھتے ہیں۔

سیّدہ فاطمۃ الزہراء اور حضرت عبّاسؑ

قیامت کے دِن جب اہلِ محشر سخت حیران و پریشان ہوں گے تو اُس وقت رسولِ پاکؐ، منصبِ شفاعت کے لئے حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام کو سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس بھیجیں گے۔ کہ بیٹی فاطمہ سے پوچھو ماعندك من اسباب الشفاعۃ وما ادخرت لأجل ھذا الیوم الّذی فیہ الفزع الاکبر کہ آج کے دن اپنے محبوں، شیعوں، عزاداروں کی شفاعت کے لئے تمہارے پاس کیا ذخیرہ ہے؟ تو سیّدہ معصومہ فرمائیں گی اے علیؑ! کفانا لأجل ھذا المقام الیدان المقطوعتان من ابنی العباسؑ آج کے دن ان سب کی بخشش کے واسطے میرے بیٹے عبّاسؑ کے دو ہاتھ ہی کافی ہیں۔

(اسرار الشہادت صفحہ ۳۳۹)

حضرت علیؑ اور حضرت عبّاسؑ

ایک دن حضرت علیؑ نے جناب بی بی ام البنین کو کربلا کے واقعات کی خبر دیتے ہوئے حضرت عبّاسؑ کے دونوں بازوؤں کے قطع ہونے کا ذکر کیا تو بی بی دھاڑیں مار کے رونے لگیں اور سارا گھر ماتم کدہ بن گیا۔ بشّرھا بمکانۃ ولدھا العزیز عند اللہ جلّ شانہ وماھباہ عن یدیہ بجناحین یطیر بھما مع الملائکۃ فی الجنّۃ کما جعل ذلك لجعفر بن أبیطالب، امیرالمومنینؑ نے بی بی کو تسلّی دی اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبّاس کی بڑی منزلت ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت جعفر طیارؑ کی طرح میرے بیٹے عباسؑ کو بھی باتھوں کے بدلے جنت میں دو پر عطا فرمائے گا جس سے وہ ملائکہ کے درمیان پرواز کریں گے۔ ملاحظہ فرمائیں: العباسؑ صفحہ ۷۵

حضرت امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ

حضرت امام حسین علیہ السلام نے، بعد از شہادتِ عباسؑ، مرثیہ کے طور پر یہ شعر پڑھا۔

أخي كنت عوني في الامور جميعها
ابا الفضل يا من كان بالنفس باذلا

اے میرے بھائی عباسؑ! تم میرے تمام معاملات اور امور میں مددگار تھے۔ اے ابوالفضل تم نے (میری معیت میں) اپنی جان اسلام پر قربان کر دی۔

اسی طرح ایک مقام پر حضرت امام حسینؑ نے مولا عباسؑ کو "افضل الشہداء" کے لقب سے یاد فرمایا چنانچہ فرماتے ہیں: يا افضل الشهداء يا بن المرتضیٰ صلّى عليك الله كلّ اوان۔ اے افضل الشہداء اے علیؑ مرتضیٰ کے بیٹے، اللہ تم پر ہر وقت رحمت نازل فرمائے۔ (معالم الزلفی صفحہ ۱۲۶)

قارئین! سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کا حضرت عباسؑ کو اپنے تمام امور میں مشیر و مددگار سمجھنا اور عباسؑ کو افضل الشہداء کہنا اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت عباس علیہ السلام نہایت بلند مقام، اعلیٰ منزلت اور ارفع مرتبے پر فائز تھے۔

حضرت امام زین العابدینؑ اور حضرت عباسؑ

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: انّ للعبّاس عند الله تعالىٰ وتبارك منزلة يغبطه بها جميع الشهداء يوم القيامة۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عباسؑ کی وہ منزلت ہے کہ جس پر تمام شہداء قیامت کے دن رشک کریں گے (کہ کاش ہم بھی اس مقام پر فائز ہوتے) ملاحظہ فرمائیں: (الخصال باب الاثنین صفحہ ۶۸۔ ابصار العین صفحہ ۲۷۔ امالی شیخ صدوق مجلس ۷۰ صفحہ ۳۲۴، اسرار الشہادت صفحہ ۳۲۷)

علامہ عبدالرزاق المقرّم اپنی کتاب العبّاس صفحہ ۲۴۱ پر لکھتے ہیں: ولفظ الجميع يشمل مثل حمزه وجعفر الشاهدين للانبياء بالتبليغ واداء الرسالة کہ امام زین العابدین علیہ السلام کے فرمان ذیشان میں لفظ "جمیعؑ" کی رو سے تمام شہداء کے ساتھ ساتھ حضرت حمزہؑ اور جعفر طیارؑ بھی شامل ہیں۔ وہ بھی قیامت کے دن حضرت عبّاسؑ کی منزلت دیکھ کر یہ آرزو کریں گے کہ کاش یہ مقام ہمیں بھی حاصل ہوتا حالانکہ یہ دونوں (حمزہؑ و جعفرؑ) قیامت کے دن انبیاء و مرسلین کی تبلیغ نبوّت و رسالت کی گواہی دیں گے۔ (صحیفۃ الابرار جلد ۱ صفحہ ۸۵۔ روضہ کافی حدیث ۳۹۲ صفحہ ۲۶۷) اور یہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔

صَادق آلِ محمدؐ اور حضرت عبّاسؑ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب حرم مطہر حضرت عبّاسؑ میں داخل ہوتے تو یہ دعاء اذن پڑھی۔ سلام الله وسلام ملائكته المقربين وانبيائه

المرسلین وعباده الصالحین وجمیع الشهداء والصدیقین، الزاکیات الطیبات فیما تغتدی وتروح علیك یابن امیر المومنین اے امیر المومنینؑ کے بیٹے عباسؑ! تجھ پر اللہ تعالٰی، ملائکہ مقربین، انبیاءؑ و مُرسلین عبادِ صالحین اور تمام شہداء و صدیقین کے پاک و پاکیزہ سلام ہوں۔

(بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۲۷۷۔ کامل الزیارات صفحہ ۲۵۶)

علّامہ عبدالرزاق المقرم الموسوی فرماتے ہیں: فكل هٰؤلاء یتقربون الی الله تعالٰی بالدعاء له واستنزال الرحمة منه کہ تمام ملائکہؑ، انبیاءؑ و مرسلینؑ، صالح بندے، تمام شہداء اور صدّیقین، حضرت عبّاسؑ پر دعا کے وسیلے سے اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں تقرب چاہتے ہیں اور نزولِ رحمت کی خواہش کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: العباسؑ صفحہ ۱۱۶

اسی طرح صادق آلِ محمدؐ نے زیارت میں حضرت عبّاسؑ کو یوں مخاطب فرمایا: السّلام علیك ایّها العبد الصّالح اے عبدِ صالح تم پر خدا کی طرف سے سلامتی ہو۔ (بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۲۷۷)

علّامہ عبدالرزاق المقرم الموسوی رقم طراز ہیں: العبد الصّالح وہ صفت ہے الّتی اضافها الله تعالٰی الی انبیائه ومبلغی شریعته وامنائه علٰی وحیه کہ جس سے اللہ تعالٰی نے اپنے انبیاء و مرسلین اور اپنی وحی کے امین معصومین علیہم السّلام کی توصیف کی ہے۔ منحه بها الامام الصّادق علیه السّلام اور امام جعفر صادق علیہ السّلام نے یہی صفت حضرت عبّاسؑ کو

عطا فرمائی ہے۔ (العبّاس صفحہ ۸۳)

ایک اور مقام پر صادق آلِ محمدؐ فرماتے ہیں: کان عمّنا العبّاس بن علی نافذ البصیرة، صلب الایمان جاهد مع أبی عبد الله و ابلی بلاء حسنا ومضی شهیدا۔ ہمارے چچا عباسؑ پختہ بصیرت اور مستحکم ایمان کے مالک تھے۔ انہوں نے امام حسینؑ کی معیت میں جہاد کیا اور زبردست ابتلاء و آزمائش کو جھیلتے ہوئے درجۂ شہادت پر فائز ہو گئے۔

ملاحظہ فرمائیں: عمدۃ الطالب صفحہ ۳۲۳۔ سر السلسلۃ العلویۃ صفحہ ۸۹۔ ابصار العین صفحہ ۲۶

حضرت امام آخر الزّمان عَجّل اللهُ فَرَجَهُ الشریف فرماتے ہیں

السّلام علی أبی الفضل العبّاس بن امیر المؤمنین المواسی أخاه بنفسه الآخذ لغده من أمسه الفادی له الواقی الساعی الیه بمائه المقطوعة یداه، لعن الله قاتله یزید بن رقاد الجهنی و حکیم بن طفیل الطائی۔ ابو الفضل عباسؑ بن علیؑ پر میرا اسلام ہو جنہوں نے (میدانِ کربلا میں) اپنے بھائی پر جان قربان کر دی اور (اہلبیت اطہار کے لئے) پانی کی طلب میں اپنے ہاتھ کٹوا دیئے۔ اللہ تعالٰی اُن کے قاتلوں یزید بن رقاد جہنی اور حکیم بن طفیل الطائی پر لعنت کرے۔ (بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۲۷۷۔ الاقبال صفحہ ۴۴)

۲: حضرت عباسؑ نے جس وقت میدانِ کربلا میں جنگ کی اجازت طلب کی تو حضرت امام حسینؑ نے فرمایا: اذا مضیت تفرق عسکری لے عباسؑ اگر

تم چلے گئے تو میرا لشکر بکھر جائے گا۔

علامہ نجم الحسن کراروی ؒ لکھتے ہیں: کہ امام حسینؑ کا تفرق عسکری فرمانا واضح کرتا ہے کہ امام حسینؑ تنہا حضرت عبّاسؑ کو لشکر کے برابر سمجھتے تھے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ امام حسینؑ کو حضرت عبّاسؑ پر کس درجہ اطمینان، اعتماد اور بھروسہ تھا۔

(ذکر العباسؑ صفحہ ۹۶)

نامِ عبّاسؑ

اُسے مثلِ علیؑ و مصطفیٰؐ احسّاس کہتے ہیں
اُسی کو غیرتِ کرّار کا عکّاس کہتے ہیں
جو تشنہ ہو کے دریا چھین لے تشنہ پلٹ آئے
وفاداروں کی دُنیا میں اُسے عبّاسؑ کہتے ہیں

دُعائے فاطمہؑ

جلالِ مرتضیٰؑ کا ہو بہو عکّاس بننے کو
علمدارِ وفا اور پنجتنؑ کی آس بننے کو
علیؑ کا ہی پسر ہونا فقط کافی نہیں شوکت
ضروری ہے دُعائے فاطمہؑ عبّاسؑ بننے کو

اِلتجاء

جس گھر میں بھی شبّیرؑ کی مجلس ہو فرشتو!
غم کوئی نہ ہو اُس میں وہ راحت کا نگر ہو
آسودگی، سُکھ، چین، کرم بانٹ دو جا کر
عبّاسؑ کے پرچم کے تلے جس کا بھی گھر ہو

فِطرت

حالات سے تھک جاتے ہیں جب حوصلے اپنے
تسکین کا احساس نکل جاتا ہے منہ سے
جب لفظ "وفا" کہنے کا کرتا ہوں ارادہ
بے ساختہ "عبّاسؑ" نکل جاتا ہے منہ سے

تاثیرِ علم

حُسن و کمال دیتا ہے، عبّاسؑ کا علم
غم سے نکال دیتا ہے، عبّاسؑ کا علم
مُشکلکشاؑ کی بات تو شوکت، بڑی ہے بات
اپنی تو ٹال دیتا ہے عبّاسؑ کا علم

پنجۂ علم

عبّاسؑ تاجدارِ وفا ارجمند ہیں
ایسے خدا پسند، خودی کو پسند ہیں
پنجے علم پہ نصب ہیں دُنیا یہ دیکھ لے
غازیؑ کے ہاتھ کٹ کے بھی کتنے بلند ہیں

اِنتظار

کَب، کہاں، کِس کی دعاؤں کے سبب آؤ گے
کِس گھڑی اے میری اُمید کے رب آؤ گے
کُچھ تو بِینائی بڑھے چشمِ تمنّا کی حضورؑ!
یہ بتانے ہی چلے آؤ کہ کب آؤ گے؟

اِستِغاثہ

خالق! مجھے تو اپنے وَلی کا شعُور دے
بے نُور ہونے والی نِگاہوں کو نُور دے
یارب! ہے ظلم و جَور سے دُنیا بھری ہوئی
اَب فاطمہؑ کے لَعل کو اِذنِ ظہُور دے

دُعائے معرفت میں اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِی حُجَّتَكَ کی طرف اشارہ ہے کہ اے اللہ مجھے اپنی حجّت کی معرفت عطا فرما۔

عَرِیضَہ

اِضطِراب قلب جو بھی ہے وہی لِکھا کرو
چشم کے اِیوان کی حالت سبھی لِکھا کرو
اَپنا کیا لِکھنا کہ وہ کِس بات سے ہیں بے خبر؟
آپ کیسے ہیں؟ کب آئیں گے؟ یہی لِکھا کرو

قِیامت

پَردہ رُخِ اَنور سے ہٹانا بھی قیامت
دِیوانوں کو جلوہ نہ دِکھانا بھی قیامت
کیا آمدِ مہدیؑ کا بیاں کیجئے شوکت
آنا بھی قیامت ہے، نہ آنا بھی قیامت

اِنکارِ اِمامت

مہدیٔ دیں کی غیبتِ کُبریٰ کے منکرو!
اَپنے شدید جُرم پہ اِصرار مت کرو
یا تو یہ بات مان لو، مومن نہیں ہو تم
یا پھر بَقِیَّۃُ اللہ کا اِنکار مت کرو

بَقِیَّۃُ اللہِ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (سورۃ ہود آیت ۸۶)

ترجمہ: بقیۃ اللہ تمہارے واسطے بہتر ہے اگر تم سچے مومن ہو۔ اور تفاسیر اہلبیتؑ میں ہے کہ بقیۃ اللہ سے مُراد حضرت امام زمانہ عجّل اللہ فرجہٗ ہیں۔ (تفسیر فرات صفحہ ۶۳۔ بحار الانوار جلد ۵۲ صفحہ ۳۷۳۔ اثبات الہداۃ جلد ۶ صفحہ ۳۶۴۔ الزام الناصب جلد ۱ صفحہ ۱۸۱،

حیاتِ دائمی

کچھ لوگ سمجھتے ہیں، ستم کر کے جئیں گے
کچھ سوچ رہے ہیں کہ یہ اب ڈر کے جئیں گے
ہم اکبرؑ و عبّاسؑ کے حُبدار ہیں شوکتؔ
اپنا یہ عقیدہ ہے کہ ہم مَر کے جئیں گے

تمنّا

ہم عزادار شہادت کے تمنّائی ہیں
ہم نے مولاؑ کی زیارت کا مزہ لینا ہے
یہ وسیلہ ہے مُلاقاتِ علیؑ کا شوکتؔ
ورنہ اِس مَوت نے دیوانوں سے کیا لینا ہے

عَالَمِ نزع

زمانے کے بَدلنے کا اُسے احساس کیا ہوگا
نئے عالَم میں ڈھلنے کا اُسے احساس کیا ہوگا
سرہانے دیکھ لے گا جو نزع کے وقت حیدرؑ کو
بھلا رُوح کے نکلنے کا اُسے احساس کیا ہوگا

۷ : ایک طویل حدیث میں آں حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں۔

واَمّا ولیّك فانّه یراك عند الموت فتکون له شفیعًا و مبشرًا و قرة عین۔

اور (اے علیؑ) تمہارا چاہنے والا موت کے وقت تمہاری زیارت کرے گا۔ پس تم اُسکی (ملک الموت سے) سفارش کروگے اور اُسے (جنّت کی) بشارت دوگے اور اُس کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنوگے۔

تفسیر فرات صفحہ ۳۴۔ بحار الانوار جلد ۶، صفحہ ۱۹۶۔ درر الاخبار باب ۷ صفحہ ۲۰۵

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السّلام فرماتے ہیں۔

اُبشرك یاحارث لتعرفنی عند المماة وعند الصّراط وعند الحوض

وعند المقاسمة۔

اے حارث میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم مجھے موت کے وقت (میری زیارت کرکے) پہچان لوگے (اسی طرح) پُل صراط پر، حوضِ کوثر پر اور (جنّت وجہنّم کی تقسیم کے وقت بھی پہچان لوگے۔ بحار الانوار جلد ۶، صفحہ ۱۷۹۔ درر الاخبار باب ۷، صفحہ ۲۱۵۔ امالی شیخ مفید صفحہ ۶۔ المحتضر صفحہ ۳۰

قارئین محترم! یہ روایت ارشاد القلوب جلد ۲، صفحہ ۲۷۶، بشارة المصطفٰیؐ، اور مدینة المعاجز صفحہ ۱۸۶ میں بھی مرقوم ہے اور ان کتب میں ولیعرفنی ولیّی وعدوّی فی مواطن شتّی کے الفاظ بھی مرقوم ہیں کہ مولاؑ فرماتے ہیں، میرا ہر دوست و دشمن مجھے (مذکورہ بالا مقامات پر) پہچان لے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام ایک طویل حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یاعقبة لن تموت نفس مؤمنة ابدًا حتی تراهما

اے عقبہ! کوئی مومن اُس وقت تک ہرگز نہیں مرتا جب تک ان دونوں کی زیارت نہ کرلے۔ عقبہ نے پوچھا مولاؑ! کن دونوں کی زیارت؟ فرمایا ذالك رسول الله وعلیؑ، کہ جب تک آں حضرتؐ اور حضرت علیؑ کی زیارت نہ کرلے۔ المحاسن صفحہ ۱۷۶۔ مدینة المعاجز صفحہ ۱۸۴۔ تفسیر البرہان جلد ۲، صفحہ ۱۸۹ تفسیر نمونہ مترجم اردو جلد ۸ صفحہ ۲۷۲۔ درر الاخبار باب ۷، صفحہ ۲۰۸۔

اور اسی حدیث میں آگے فرمایا: فیجلس رسول الله عند رأسه وعلي عند رجلیه فیکبّ علیه رسول الله فیقول یا ولی الله

أبشر أنا رسول اللہ انّی خیر لك ممّا تترك من الدنیا، ثم ینهض رسول اللہ فیقوم علیه علیؑ حتّی یکبّ علیه فیقول یا ولی اللہ أبشر أنا علی بن ابی طالب الّذی کنت تحبّه أما لأنفعك

پس آنحضرتؐ مرنے والے کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور حضرت علیؑ پاؤں کی جانب بیٹھ جاتے ہیں اور آنحضرتؐ فرماتے ہیں اے اللہ کے دوست تجھے بشارت ہو میں اللہ کا رسول ہوں اور تیرے اُس مال، اولاد سے بدرجہا بہتر ہوں جو تو اس فانی دنیا میں چھوڑ رہا ہے۔ پھر آپؐ کھڑے ہو جاتے ہیں اور امیر المومنینؑ تشریف لاتے ہیں اور مرنے والے مومن پر جُھک کر فرماتے ہیں۔ اے اللہ کے دوست (مجھے پہچان) میں وہ علیؑ بن ابیطالبؑ ہوں جس سے تو محبّت کرتا رہا ہے اور آج میں تجھے (اُس محبّت) کا نفع پہنچانے آیا ہوں۔

المحاسن صفحہ ۱۷۶، تفسیر البرہان جلد ۲ صفحہ ۱۸۹ تفسیر نمونہ اردو جلد ۸ صفحہ ۲۷۲۔ فروع کافی جلد ا صفحہ ۶۵۔ بحار الانوار جلد ۶، صفحہ ۱۸۵۔ مدینۃ المعاجز صفحہ ۱۸۴۔

قارئین کرام! اِسی طرح ہر مومن کے پاس مرتے وقت تمام معصومین علیہم السلام کا تشریف لانا بھی درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

تفسیر فرات صفحہ ۲۰۹، ۲۱۰۔ درر الاخبار باب ۷ صفحہ ۲۰۵، ۲۰۶

دِیدارِ علیؑ

تشریف علیؑ لاتے ہیں، مومن کی لحد میں
کیا اور بھلا چاہیئے، حُبدارِ علیؑ کو؟
جینے کا مزہ آتا ہی اُس وقت ہے شوکت
جب موت پہ مَر جاتے ہیں دیدارِ علیؑ کو

آں حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں۔

یا علی انّ محبّیك یفرحون فی ثلاثة مواطن، عند خروج أنفسهم وانت هناك تشهدهم وعند المسألة فی القبور وأنت هناك تلقّنهم وعند العرض علی اللہ وانت هناك تعرفهم۔ اے علیؑ! تجھ سے محبّت کرنے والے تین مقامات پر خوش ہوں گے۔ (سب سے پہلے) اُس وقت جب اُن کی رُوح جسم سے پرواز کرے گی اور تم وہاں موجود ہوگے (اس کے بعد) قبروں میں سوال وجواب کے وقت (خوش ہوں گے) اور تم اُن کو (جوابات) تلقین کروگے۔ اور (پھر قیامت کے دن خوش ہوں گے) جب بارگاہِ ربوبیت میں حاضر ہوں گے اور تم اُن کا تعارف کراؤ گے (کہ یہ

مجھ سے محبّت کرنے والے ہیں) بحارالانوار جلد ۶، صفحہ ۲۰۰

حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام فرماتے ہیں۔

ایک طویل حدیث میں فاذا ادخل قبرہ وجد جماعتنا ھناك

پھر جب (کسی بندۂ مومن ومحب کو) قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو وہاں (قبر میں مومن)، ہم سب معصومین علیہم السّلام کی جماعت کو دیکھتا ہے۔

تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ تفسیر الامام العسکریؑ صفحہ ۲۱۳۔

تاویل الآیات صفحہ ۶۲۲۴۔ بحارالانوار جلد ۶ صفحہ ۱۷۵۔ المحتضر صفحہ ۲۱ وغیرہ

لذّتِ وِلا

قبرِ مومن میں سجا ہوگا وِلا، کا گُلشن
گُل، ولایت کے کِھلیں گے تو مزہ آئے گا
ہم بھی مومن ہیں، فرشتے بھی موالی شوکت
یا علیؑ کہہ کے مِلیں گے تو مزہ آئے گا

تمام فرشتے بھی موالی ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام ایک طویل حدیث میں فرماتے ہیں: ومامنھم أحد الّا ویتقرّب کلّ یوم الی اللہ تعالیٰ بولایتنا أھل البیت ویستغفر لمحبّینا ویلعن أعدائنا۔ کہ تمام فرشتے ہر روز ہماری ولایت کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں اور ہم سے محبّت کرنے والوں کے لئے اللہ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور ہمارے دشمنوں پر لعنت کرتے ہیں۔

(بحارالانوار جلد ۲۶ صفحہ ۳۴۹)

جوازؔ

نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور جہاد ہیں سب کے سب ہی واجب
مگر قیامت کے روز لوگو، وِلا کا رتبہ فراز ہوگا
صراط سے پُرسکون ہو کر، گذر سکے گا فقط وہ بندہ
کہ جس کے ہاتھوں میں حشر کے دن علیؑ کا لکھا جواز ہوگا

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسولؐ پاک سے سُنا ہے۔ وہ فرماتے تھے: لایجوز أحد الصراط الّامن کتب له علیّ الجواز، کہ پُل صراط سے صرف اور صرف وہ شخص گذر سکے گا جس کو حضرت علی علیہ السلام پروانہ (امان نامہ) لکھ کر دیں گے۔ ملاحظہ فرمائیں:

الصواعق المحرقہ باب ۹ فصل ۲ صفحہ ۱۲۶ ۔ مناقب مرتضوی باب ۲ صفحہ ۱۹۳۔

اِحتَرامُ

علیؑ والو ذرا جلدی کرو، پُل سے گذرنے میں
عَدو کے واسطے مَیں کچھ زیادہ زرد ہو جاؤں
تمہارے دِل کے اندر ہے علیؑ کے پیار کی ٹھنڈک
کہیں ایسا نہ ہو مَیں احتراماً سرد ہو جاؤں

ے: ایک حدیثِ نبویؐ کی ترجمانی کی گئی ہے۔

جناب رسالت مآب فرماتے ہیں۔

اذا مرّ المؤمن علی الصراط فیقول بسم الله الرّحمٰن الرّحیم طفئت لهب النیران ویقول: جُز یا مؤمن فانّ نورك قد أطفأ لهبی۔

کہ جب کوئی مومن پل صراط سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہوا گذرے گا تو جہنّم کے شعلے بجُھ جائیں گے اور آواز آئے گی اے مومن (ذرا جلدی سے) گذر جا کہ تیرے (دل میں موجود ولایتِ علیؑ کے) نور نے میرے شعلے بُجھا دیئے ہیں

بحار الانوار جلد ۸۹ صفحہ ۲۵۸۔ جامع الاخبار فصل ۲۲

وقارِ مومن

جس کو بھی اہلِ بیتِ محمدؐ سے پیار ہے
اللہ کی نظر میں بڑا باوقار ہے
پہنچیں گے جب تو خُلد سے آئے گی یہ صدا
آجا بہت دِنوں سے ترا انتظار ہے

مقامِ عزادار

ڈر جہنّم کا ہو کیوں شاہؑ کے جُبداروں کو
طمعِ جنّت بھی نہیں حق کے پرستاروں کو
فاطمہؑ ہاتھ اُٹھا کر جو دعا دیتی ہیں
اور کیا چاہیئے مولاؑ کے عزاداروں کو

وَجہِ سکُون

تم کس کے ساتھ اُٹھو گے محشر کی بِھیڑ میں
ڈھونڈو وسیلہ کوئی تو آرام وچَین کا
ہم لوگ پُریقین ہیں، بخشش کے واسطے
ہوگا ہمیں نصیب، سہارا حُسینؑ کا

ثمرۂ ولاء

کہتے ہیں اِک لگے گی عدالت جزا کے دِن
جو بے وِلاء ہیں، خوف کے مارے علیل ہیں
شوکت ہمیں عدالتِ یزداں کی فکر کیا
اہلِ عزاء کے وَاسطے چودہ ۱۴ وکیل ہیں

وقارِ مومن

جس کو بھی اہلِ بیتِ محمدؐ سے پیار ہے
اللہ کی نظر میں بڑا باوقار ہے
پہنچیں گے جب تو خُلد سے آئے گی یہ صدا
آ جا بہت دِنوں سے ترا انتظار ہے

مقامِ عزادار

ڈر جہنّم کا ہو کیوں شاہؑ کے حُبداروں کو
طمعِ جنّت بھی نہیں حق کے پرستاروں کو
فاطمہؑ ہاتھ اُٹھا کر جو دعا دیتی ہیں
اور کیا چاہیئے مولاؑ کے عزاداروں کو

وجہِ سکون

تم کس کے ساتھ اُٹھو گے محشر کی بھیڑ میں
ڈھونڈو وسیلہ کوئی تو آرام و چین کا
ہم لوگ پُر یقین ہیں بخشش کے واسطے
ہوگا ہمیں نصیب سہارا حسینؑ کا

ثمرۂ ولاء

کہتے ہیں اِک لگے گی عدالت جزا کے دن
جو بے وِلاء ہیں خوف کے مارے علیل ہیں
شوکت ہمیں عدالتِ یزداں کی فکر کیا
اہلِ عزاء کے واسطے چودہ وکیل ہیں

عن زيد الشحّام، قال: كنّا عند أبي عبد الله (ع)، ونحن جماعة من الكوفيين فدخل جعفر بن عفّان على أبي عبد الله عليه السّلام فقرّبه وأدناه ثمّ قال: يا جعفر قال: لبّيك! جعلني الله فداك، قال: بلغني أنّك تقول الشعر في الحسين وتجيد، فقال له: نعم جعلني الله فداك، قال: قل! فأنشده صلّى الله عليه فبكى ومن حوله حتّى صارت الدموع على وجهه ولحيته، ثمّ قال يا جعفر والله لقد شهدت ملائكة الله المقرّبون ههنا يسمعون قولك في الحسين عليه السّلام ولقد بكوا كما بكينا واكثر، ولقد أوجب الله تعالى لك يا جعفر في ساعتك الجنّة بأسرها، وغفر الله لك۔

فقال يا جعفر ألا أزيدك؟ قال نعم يا سيّدي قال: ما من أحد قال في الحسين (ع) شعراً فبكى وأبكى به الّا أوجب الله له الجنّة وغفر له۔

بحار الانوار جلد ۴۴ صفحہ ۲۸۲۔ رجال الکشی صفحہ ۱۸۷

ترجمہ

زید الشحّام سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام کے پاس اہل کوفہ کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں جعفر بن عفّان آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے اُسے اپنے قریب بلایا اور فرمایا اے جعفر! اُس نے عرض کیا؛ مولاؑ خدا مجھے آپ پر قربان کرے میں حاضر ہوں۔ مولاؑ نے فرمایا مجھے خبر ملی ہے کہ تو امام حسین علیہ السّلام (کے مصائب) میں شعر کہتا ہے اور عمدہ شعر کہتا ہے۔ اُس نے کہا جی ہاں مولاؑ خدا مجھے آپؑ پر فدا کرے فرمایا تو پھر سناؤ پس اس نے کچھ اشعار پڑھے تو مولاؑ نے گریہ فرمایا اور جو لوگ مولاؑ کے گرد بیٹھے تھے انہوں نے بھی گریہ کیا (مولاؑ اتنے روئے کہ) آپ کے چہرہ مبارک اور ریش مبارک پر آنسو جاری ہوئے پھر فرمایا اے جعفر! خدا کی قسم خدا کے مقرّب فرشتے (اِس مجلس میں) حاضر ہوئے ہیں اور انہوں نے بھی امام حسینؑ کے متعلّق تیرے یہ اشعار سُنے ہیں اور اُنہوں نے گریہ کیا ہے جس طرح ہم نے گریہ کیا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ گریہ کیا۔

اور بے شک خدا نے اِسی وقت جنّت تیرے لئے واجب کر دی ہے اور تجھے بخش دیا ہے پھر فرمایا اے جعفر! کیا میں تجھے اور بات بتاؤں اُس نے عرض کیا جی ہاں مولاؑ فرمایا جو شخص بھی امام حسینؑ کے (مصائب کے) متعلّق شعر کہے اور خود روئے اور دوسروں کو رُلائے تو خدا اُس پر جنّت واجب کر دے گا اور اُس کے گناہ بخش دے گا۔

بے کسی

جب کسی گھر میں کوئی مر جائے
دنیا غم بانٹنے کو جاتی ہے
ہائے کتنی غریب ہے زہراؑ
پرسہ لینے بھی چل کے آتی ہے

آنسو

معلوم نہیں آپ کو کیا بنتے ہیں آنسو
دارین کی ملکہ کی رضا بنتے ہیں آنسو
زہراؑ انہیں لے جاتی ہیں دامن میں بھگو کر
شبیرؑ کے زخموں کی دوا بنتے ہیں آنسو

غربت

تاریخ کہہ رہی ہے محرّم کے چاند میں
سیدانیوں کے بخت اچانک الٹ گئے
اتنی غریب ہو گئی زہراؑ کی لاڈلی
زینبؑ کے اک لباس میں دو سال کٹ گئے

انتہائے ستم

دیکھا علیؑ کے لعل کا لاشہ جو ریت پر
بنت علیؑ حسینؑ کو روئی تمام عمر
نہ جانے ایک شام غریباں میں کیا ہوا
زینبؑ کمر کے بل نہیں سوئی تمام عمر

شدّتِ کربؑ

وقت سجّادؑ نے کیسے وہ گذارا ہوگا
نام زینبؑ کا جو لوگوں نے پکارا ہوگا
نوکِ نیزہ پہ بہانے لگے آنسو مولاؑ
پھر سکینہؑ کو کسی شخص نے مارا ہوگا

معراجِ صبرؑ

ہائے، شبّیرؑ کی بیٹی کا مقدّر شوکت
راحتیں کم ہیں مگر ذہن میں ڈر زیادہ ہے
مکّہ و کرب و بلا، کوفہ و شام و زنداں
زندگی کم ہے سکینہؑ کا سفر زیادہ ہے

حقِ گریہ

غمِ حسینؑ میں سجّادؑ اِس قدر روئے
جگر کا خون کبھی آنکھ سے جُدا نہ ہوا
امامؑ، باپ کے غم میں یہ رو کے کہتے تھے
جو حق تھا آپ کو رونے کا وہ ادا نہ ہوا

احساسِ غم

یہ ننّھی جان بھی حق کی اساس لگتی ہے
یہ کم سِنی بھی شہادت شناس لگتی ہے
عجیبِ تشنہ دہن ہے ربابؑ کا اصغرؑ
جہاں بھی نام لوں اُس کا تو پیاس لگتی ہے

اِستقامت

نازاں ہوئی توحید بھی اِس نُصرتِ دیں پر
معصوم علیؑ، دشت میں کیا کرنے چلا ہے
پاؤں پہ کھڑا ہو نہیں سکتا مگر اصغرؑ
اِسلام کو پاؤں پہ کھڑا کرنے چلا ہے

خُونِ بے شِیر

اِک بار پڑھ کے دیکھ لے تاریخ کربلا
چھ ماہ کے صغیر نے کیا کام کر دیا
جِتنا دیا ہے خُون، محمّدؐ کے دِین کو
اصغرؑ نے ماں کا دُودھ بھی اُتنا نہیں پیا

تبسّم

کربلا میں ہم نے دیکھا ہے عجب اِک واقعہ
جس کے ہونٹوں پر ہنسی تھی وہ رُلاتا رہ گیا
رَن میں تیر انداز تو منہ پھیر کر روتے رہے
تیر کھانے والا رَن میں مُسکراتا رہ گیا

زورِ عزا

کانٹوں کی رُکاوٹ سے کَلی بھی نہیں رُکتی
صیّاد سے پھولوں کی خوشی بھی نہیں رُکتی
کیا روکو گے تم ذکرِ حسینؑ ابنِ علیؑ کو
تم سے تو اِک اصغرؑ کی ہنسی بھی نہیں رُکتی

جنابِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ھیں

اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی علی بن ابی طالب علیہما السلام کو اتنے فضائل کا مالک بنایا ہے کہ جن کی تعداد کو خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

جو شخص فضائل علیؑ میں سے ایک فضیلت اس طرح ذکر کرے کہ اس فضیلت کا اقرار بھی کرتا ہو تو اللہ اُس کے گذشتہ اور آئندہ گناہ معاف کر دے گا۔ اگرچہ اس کے گناہ تمام انسان و جنات کے گناہوں جتنے کیوں نہ ہوں۔

اور جو شخص فضائل علیؑ میں سے ایک فضیلت بھی تحریر کرے تو جب تک اُس تحریر کے نشان موجود رہیں گے اُس وقت تک تمام فرشتے اُس کے لئے بخشش طلب کرتے رہیں گے

اور جو شخص فضائل علیؑ میں سے ایک فضیلت بھی (کسی ذاکر یا عالم سے) سُن لے تو اللہ تعالیٰ اُس کے وہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے جو اُس نے کانوں سے کئے ہوتے ہیں۔

اور جو شخص فضائل علیؑ میں سے ایک فضیلت (کسی کتاب میں لکھی ہوئی) دیکھ لے تو اللہ تعالیٰ اُس کے وہ گناہ معاف کر دیتا ہے جو اُس نے آنکھ سے کئے ہوتے ہیں

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا: علیؑ کو دیکھنا عبادت ہے اور اُس کا ذکر بھی عبادت ہے۔

اور یاد رکھو، کسی شخص کا ایمان اُس وقت تک قبول نہیں کیا جائے گا جب تک وہ علیؑ کی ولایت کا اقرار نہ کر لے۔ اور علیؑ کے دشمنوں سے اظہارِ برآت نہ کرے۔

امالی شیخ صدوق صفحہ ۱۹ا بحار الانوار جلد ۳۸ صفحہ ۱۹۶ا کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۲ا فرائد السمطین جلد ۱ صفحہ ۱۹ا کفایت الطالب صفحہ ۲۵۲۔ مناقب للخوارزمی صفحہ ۲۔

ماخذ و مصادر

کتبِ شیعہ

الاقبال
ابصار العین
اثبات الہداۃ
احتجاج طبرسیؒ
احقاق الحق
ارشاد شیخ مفیدؒ
ارشاد القلوب
اسرار الشہادۃ
الزام الناصب
امالی شیخ صدوقؒ
امالی شیخ طوسیؒ
الانوار النعمانیہ
بحار الانوار
بشارۃ المصطفیٰؐ
تاویل الآیات
تظلم الزہراؑ
تفسیر الامام العسکریؑ
تفسیر البرہان
تفسیر فراتؒ
تفسیر مجمع البیان
تفسیر نمونہ
جامع الاخبار
الجواہر السنیہ
حبل المتین
الحکم الزاہرۃ
الخرائج والجرائح
الخصال
درر الاخبار
در کربلا چہ گذشت؟
الدمعۃ الساکبہ
ذکر العباسؑ
رجال کشیؒ
روضہ کافی
روضۃ الواعظین
سر السلسلۃ العلویۃ
صحیفۃ الابرار
الطرائف
العباسؑ
عمدۃ الطالب
العمدۃ
علل الشرائع
فرحۃ الغری
فروعِ کافی
القطرہ من بحار مناقب النبی والعترہ
کامل الزیارات
کشف الغمہ
مائۃ منقبۃ
المحاسن
المحتضر
مدینۃ المعاجز
مصباح المتہجد
معانی الاخبار
معالی السبطین
معالم الزلفیٰ
مناقب آل ابیطالبؑ
من لایحضرہ الفقیہ
الوسائل

کُتبِ اہلسنّت،

اسباب النزول
اسد الغابہ
الاستیعاب
البدایہ والنہایہ
تاریخ بغداد
تاریخ الخلفاء
تذکرۃ الخواص
ترمذی شریف
تفسیر ابن کثیر
تفسیر البیضاوی
تفسیر الخازن
تفسیر الدر المنثور
تفسیر روح المعانی
تفسیر طبری
تفسیر قرطبی
تفسیر الکبیر
تفسیر الکشاف

تفسیر النّسفی
الجامع الصغیر
حلیتہ الآولیاء
ذخائر العقبیٰ
رشفتہ الصادی
روضتہ الشہداء
الریاض النضرہ
سیرۃ حلبیہ
السیرۃ النبویہ
شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید
شواہد التنزیل
شواہد النبوّۃ
الصواعق المحرقہ
عقد الفرید
الفتح الکبیر
فرائد السمطین
الفصول المہمہ
فیض القدیر

کفایۃ الطالب
کنز العمّال
لسان المیزان
مجمع الزوائد
مسند احمد بن حنبل
مستدرک الصحیحین
مطالب السؤل
معارج النّبوۃ
المعجم الصغیر
مقتل ابی مخنف
مناقب للمغازلی
مناقب للخوارزمی
مناقب مرتضوی
میزان الاعتدال
نزہتہ المجالس
نور الآبصار
الوفا باحوال المصطفےٰؐ
ینابیع المودۃ

سرگوشیِ جبریلؑ

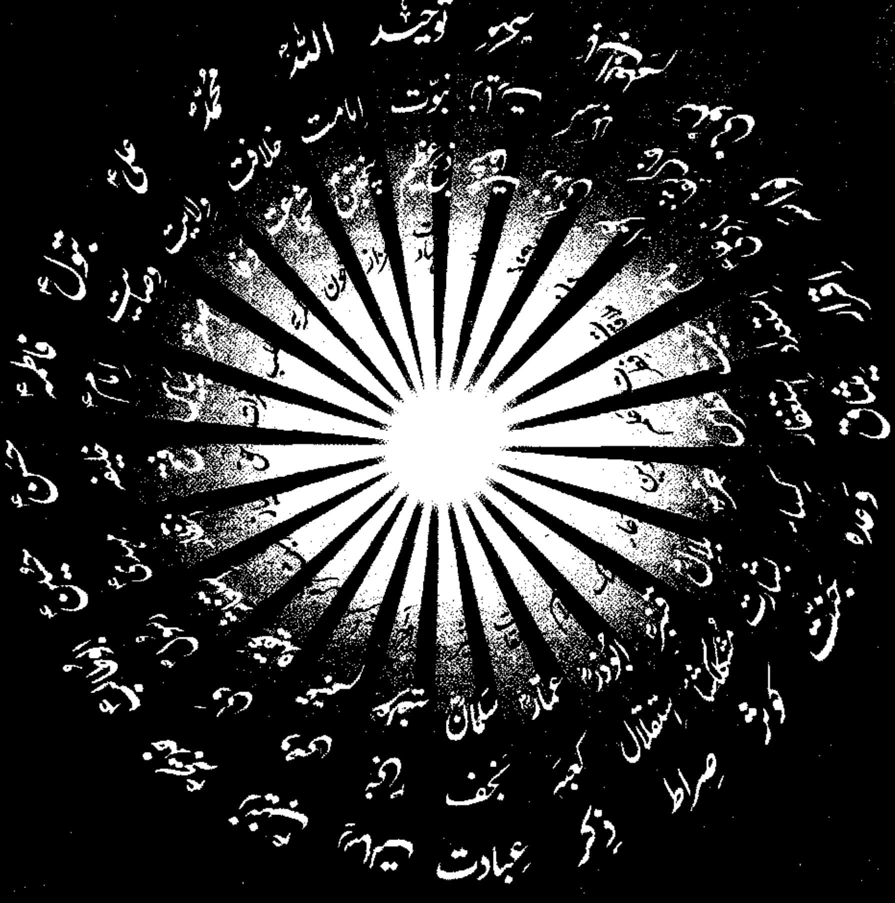
توحید
الله
نبوت
امامت
خلافت
ولایت
علیؑ
فاطمہؑ
حسنؑ
حسینؑ
سلمان
عمارؓ
ابوذرؓ
استقلال
کعبہ
نجف
عبادت
ذکر
صراط
وعدہ
بشارت
جنت

شوکت رضا شوکت

تھی چادرِ تطہیر میں سرگوشیٔ جبریلؑ
اب دیکھیے تحریر میں سرگوشیٔ جبریلؑ
ہے سلسلہ آیات کا قرآں میں مسلسل
احکام کی زنجیر میں سرگوشیٔ جبریلؑ
زہراؑ و نبیؐ حیدرؑ و حسنینؑ کسا میں
تطہیر کی تنویر میں سرگوشیٔ جبریلؑ
اب واقعۂ اہلِ کسا ایک دعا ہے
تطہیر کی توقیر میں سرگوشیٔ جبریلؑ
دیکھی جو نبیؐ اور فقط آلِ نبیؐ نے
اُس حسن کی تصویر میں سرگوشیٔ جبریلؑ
ہیں وحی الٰہی میں نہاں سارے فضائل
شوکت تیری تقریر میں سرگوشیٔ جبریلؑ
محشر کا قلم حبِ علیؑ کی ہے اقامت
قرآن کی تفسیر میں سرگوشیٔ جبریلؑ

محشر لکھنوی

سرگوشیٔ جبریلؑ بشر سن نہیں سکتا
جب تک کہ اُسے بنتِ محمدؐ نہ دعا دے
یہ فاطمہ زہراؑ کی ہی مرضی پہ ہے بہلولؔ
فضہ کو سنا دے کبھی شوکت کو سنا دے

حشمت رضا بہلول

سرچشمۂ عرفان ہے سرگوشیٔ جبریلؑ
سرمایۂ ایمان ہے سرگوشیٔ جبریلؑ
اُترا دلِ شوکت پہ جو اشعار کی صورت
مدحت کا وہ قرآن ہے سرگوشیٔ جبریلؑ
مرقوم ہیں اَوحی کے مفاہیم جو اِس میں
اِس واسطے عنوان ہے سرگوشیٔ جبریلؑ
جبریلؑ پہ جو فیض کیا فیض رساں نے
اُس فیض کا فیضان ہے سرگوشیٔ جبریلؑ
حسانؓ ہو یا دعبلؓ و شوکت ہو کہ محسن
ہر ایک کی پہچان ہے سرگوشیٔ جبریلؑ

محسن